عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۳۲

ختم نبوۃ

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

تاریخ کے آئینے میں

- گستاخانِ رسول مارے گئے
- گستاخِ رسول ہمیشہ منہ پھڑکایا کرتا تھا!
- گستاخِ رسول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے!

کیا کنور ادریس قادیانی سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جا سکتا؟

کنور ادریس ایک طویل عرصے سے ہمارے سر پر مسلط ہے کمشنر، ڈپٹی کمشنر، پاکو کا چیئرمین، چیف سیکرٹری سندھ مختلف روپ میں اس کا مختلف کردار رہا۔

معجزۂ شق القمر

چند شبہات اور ان کا جواب

جہاد فی سبیل اللہ اور صدق وسچائی

انفاق و العفو، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والا قابل رشک انسان ہے۔

قادیانیت سے متعلق علامہ اقبالؒ کے اشعار

قادیانیت سے متعلق علامہ اقبالؒ کے اشعار

مرتبہ : م ۔ پ

نوعمری میں علامہ اقبال بھی قادیانی تحریک سے متاثر ہوئے تھے۔ اور اس زمانے میں انہوں نے اس بارے میں کچھ تعریفی کلمات بھی کہے۔ قادیانی حضرات اپنی تائید میں انہی کا حوالہ دیتے رہتے ہیں۔ حالانکہ تحقیق و تفتیش کے بعد جب علامہ پر قادیانی تحریک کا بطلان اور فراڈ ظاہر ہوگیا تو آپ نے ساری عمر قادیانیت کی سخت مخالفت کی اور ردِ قادیانیت پر مقالے بھی لکھے اور اشعار بھی کہے۔ ذیل میں ہم علامہ کے اردو کلام میں سے وہ اشعار درج کر رہے ہیں جو کسی نہ کسی رنگ میں فتنۂ قادیانیت سے تعلق رکھتے ہیں۔

وجودِ افراد کا مجازی ہے ہستیِ قوم ہے حقیقی
فدا ہو ملت پہ یعنی آتش زنِ طلسمِ مجاز ہو جا
یہ ہند کے فرقہ ساز اقبالؔ آزری کر رہے ہیں گویا
بچا کے دامن بتوں سے اپنا غبارِ راہِ حجاز ہو جا
(بانگِ درا)

غدارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گداگر
پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومنِ پارینہ ہے کافر
آوازۂ حق اٹھتا ہے کب اور کدھر سے
مسکین و کم ماندہ دریں کشمکش اندر
(ضربِ کلیم)

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن
نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا
ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن
میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن
(ضربِ کلیم)

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پازند
(بالِ جبریل)

کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگ دست
تہذیبِ نو کے سامنے سر اپنا خم کریں
ردِ جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا
تردیدِ حج میں کوئی رسالہ رقم کریں
(بانگِ درا)

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
تعلیم اس کو چاہیے ترکِ جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر
(ضربِ کلیم)

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد
وحدت کی حفاظت نہیں بے قوتِ بازو
آتی نہیں کچھ کام یہاں عقلِ خداداد
اے مردِ خدا تجھ کو وہ قوت نہیں حاصل
جا بیٹھ کسی غار میں اللہ کو کر یاد
مسکینی و محکومی و نومیدیٔ جاوید
جس کا یہ تصوف ہو وہ اسلام کر ایجاد
ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد
(ضربِ کلیم)

فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے
(ارمغانِ حجاز)

ہو بندۂ آزاد اگر صاحبِ الہام
ہے اس کی نگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز
محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز
(ارمغانِ حجاز)

وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام
(ارمغانِ حجاز)

مجذوبِ فرنگی نے بہ اندازِ فرنگی
مہدی کے تخیل سے کیا زندہ وطن کو
اے وہ کہ تو مہدی کے تخیل سے ہے بیزار
نومید نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو
ہو زندہ کفن پوش تو میت اسے سمجھیں
یا چاک کریں مردکِ ناداں کے کفن کو
(ارمغانِ حجاز)

ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے
ہے لازوال عہدِ خزاں اس کے واسطے
کچھ واسطہ نہیں ہے اسے برگ و بار سے
ہے تیرے گلستاں میں بھی فصلِ خزاں کا دور
خالی ہے جیبِ گل زرِ کامل عیار سے
جو نغمہ زن تھے خلوتِ اوراق میں طیور
رخصت ہوئے ترے شجرِ سایہ دار سے
شاخِ بریدہ سے لطف اندوز ہو کہ تو
ناآشنا ہے قاعدۂ روزگار سے
(بانگِ درا)

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟
(شکوہ جوابِ شکوہ)

ملہ: آخری شعر میں سید، مرزا اور افغان کا ذکر آیا ہے۔ مرزا قادیانی مغل تھا لیکن احمدی نے لکھا ہے کہ ہم سید بھی ہیں مرزا بھی ہیں افغان بھی ہیں اسرائیلی بھی ہیں اور فارسی بھی ہیں۔ شاید علامہ کا اشارہ مرزا ہی کی طرف ہے۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

۲۵ تا جمادی الاخریٰ تا یکم رجب المرجب ۱۴۱۱ھ ۱۱ تا ۱۷ جنوری ۱۹۹۱ | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۳۲

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ قادیانیت سے متعلق علامہ اقبال کے اشعار ———— ۲
۲۔ نعت رسول مقبول ﷺ ———— ۴
۳۔ کیا کنور ادریس قادیانی سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جاسکتا (اداریہ) ———— ۵
۴۔ دین نصیحت اور بھلائی ہے ———— ۷
۵۔ جہاد فی سبیل اللہ ———— ۹
۶۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ———— ۱۰
۷۔ انفاق والعفو ———— ۱۲
۸۔ خطیب اعظم سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ———— ۱۴
۹۔ معجزۂ شق القمر چند شبہات اور انکا جواب ———— ۱۵
۱۰۔ ماہ طیبہ (نظم) ———— ۱۶
۱۱۔ ابدی امت اور انسانیت کی مرکزی امید ———— ۱۸
۱۲۔ جنگ عامہ (دوسری اور آخری قسط) ———— ۱۹
۱۳۔ گستاخان رسول مارے گئے ———— ۲۲
۱۴۔ اخبار ختم نبوت ———— ۲۳
۱۵۔ ورزش کے فوائد ———— ۲۵

ایڈیٹر پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۳ ... کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر ۷۱۱۹۷۶

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت" الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۹۴۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

نعتِ رسولِ مقبولؐ

محمد عثمان عارف نقشبندی

دل میں رسولِ پاکؐ کی الفت اگر نہیں
ایمان وہ خدا کی قسم معتبر نہیں

دِل رو رہا ہے ہجر میں پر آنکھ تر نہیں
کیا میرے حال کی مرے آقا خبر نہیں؟

آئے ہیں انبیاء تو زمانے میں بے شمار
لیکن کوئی بھی مثلِ شہِ بحر و بر نہیں

سارے زمانے میں شمعِ رسالت ہے جلوہ ریز
اِس نور سے کسی کو مجالِ مفر نہیں

ہیں بادشاہِ دیں کے اشارات آج بھی
احسان ناشناس یہ شمس و قمر نہیں

کوئی سبیل میرے لئے بھی ہو شاہِ دیں
فرقت زدہ ہوں اور کوئی زادِ سفر نہیں

دل چاہتا ہے اُڑ کے مدینے میں جا پڑوں
افسوس ہے کہ طاقتِ پرواز و پر نہیں

اب ہو گیا یہ حال، مجھے غم نصیب کا
بیتاب دل ہے اور قرارِ نظر نہیں

واصف کو اپنے در پہ بُلا لیجئے حضورؐ!
اس غمزدہ کا اب یہاں ہرگز گذر نہیں

کیا اب کنور ادریس قادیانی سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جاسکتا؟

ایک خبر ملاحظہ فرمائیے!

وزیر اعظم محمد نواز شریف نے کابینہ کی منظوری کے بغیر سیمنٹ کی قیمت میں اضافہ کا فیصلہ کرنے والے دو اعلیٰ سرکاری افسران، وفاقی سیکرٹری پیداوار کنور ادریس اور جائنٹ سیکرٹری پیداوار بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد سعید اختر کو فوری طور پر ان کے عہدوں سے ہٹا کر افسران بکار خاص مقرر کر دیا ہے ذرائع کے مطابق وفاقی سیکرٹری پیداوار نے قانون کے مطابق وفاقی کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی سے باضابطہ منظوری حاصل کئے بغیر سیمنٹ کی قیمتیں بڑھانے کا فیصلہ کر دیا تھا۔ جسے وزیر اعظم کے علم میں آنے پر واپس لے لیا گیا۔ سائنس و ٹیکنالوجی کے وفاقی سیکرٹری طارق مصطفیٰ کو کنور ادریس کی جگہ سیکرٹری پیداوار مقرر کیا گیا ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۹۱ء)

وزیر اعظم، میاں محمد نواز شریف نے وفاقی کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی سے اجازت سے لئے بغیر سیمنٹ کی قیمت بڑھانے والے دو اعلیٰ افسران کنور ادریس اور محمد سعید کو فوری طور پر اپنے عہدے سے ہٹا کر افسر بکار خاص مقرر کر دیا اور دوسرا اقدام یہ کیا کہ سیمنٹ کی سابقہ قیمت بحال کر دی۔ میاں محمد نواز شریف نے ان افسران کے خلاف جو فیصلہ صادر فرمایا کیا ایسا اقدام درست ہے یا مزید سخت رویہ ان کے ساتھ اختیار کیا جانا چاہئے تھا۔ ——— اس بحث سے قبل ہم میاں محمد نواز شریف کے علم میں یہ بات لانا چاہتے ہیں کہ ”کنور ادریس“ جس نے سیمنٹ کی قیمت بڑھانے کے سلسلے میں ضابطہ کار کو بالائے طاق رکھ کر جو مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا ——— کیا میاں محمد نواز شریف نے یہ بھی جاننے کی کوشش کی ہے کہ یہ شخص کون ہے؟ گذشتہ ایک سال طویل عرصے سے سرکاری ملازمت کے دوران اس کا کیا کردار رہا۔ اگر میاں صاحب کو یہ معلوم ہوتا تو شاید ان کے خلاف کئے گئے فیصلے پر نظر ثانی کرتے اور انہیں نوکری سے ہی رخصت کر دیتے لیکن انہوں نے ایسا کرنے کی بجائے صرف افسر بکار خاص مقرر کرنے کا فیصلہ کیا۔ بہرحال ہم اس شخص کے بارے میں تھوڑا بہت عرض کر دیتے ہیں۔

کنور ادریس کا تعلق قادیانی گروہ سے ہے۔ وہ کتنے کٹر قادیانی ہیں اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ تقریباً ۴ سال قبل کنور ادریس قادیانی نے اپنی دختر عادلہ کی شادی لیفٹیننٹ جنرل محمود الحسن قادیانی کے صاحبزادے سے کی۔ ہمارے بعض احباب ہم پر کبھی کبھی تنگ نظر ہونے کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مذہب کے معاملہ میں ذرا ”لبرل“ یعنی آزادی ہونا چاہئے۔ ذرا اس شادی کے واقعہ سے اندازہ لگالیں اور غور کریں کہ قادیانی جوڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں وہ مذہب کے معاملہ میں کتنے ”لبرل“ ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ قادیانیوں کی ہمیشہ یہ عادت رہی کہ وہ اپنے ہم عقیدہ لوگوں کا کام فوری کرتے ہیں اور دیکھا یہ گیا ہے کہ جہاں ایک قادیانی افسر ہوتا ہے تو اس کی دلچسپی یہ ہوتی ہے کہ وہ ریٹائرڈ ہونے سے پہلے کئی قادیانیوں کو بھرتی کرے کنور ادریس کے بارے میں ایک صاحب نے ہمیں آج سے ۱۳ سال پہلے یہ بتایا کہ انہوں نے سرکاری ریکارڈ میں اپنے آپ کو مسلمان لکھایا۔ آیا یہ درست بھی ہے یا نہیں۔ اس کی تصدیق ابھی تک نہیں ہوسکی۔ البتہ حکومت کے لئے یہ جاننا مشکل نہیں کیوں کہ ان کا ریکارڈ ان کے پاس محفوظ ہے۔

کنور ادریس قادیانی کی مدت ملازمت بڑی طویل ہے۔ ایک طویل عرصے سے ہمارے نہ چاہنے کے باوجود یہ ہمارے سر پر مسلط ہے۔ اس کو مختلف دور حکومت میں مختلف عہدوں پر فائز کیا گیا۔ غالباً کراچی کا ڈپٹی کمشنر، کمشنر کا عہدہ بھی ان کے پاس رہا۔ چند سال پہلے ان کو ”پاکستان آٹوموبائل کارپوریشن“ کا چیئرمین بنایا گیا وہاں سے چیف سیکرٹری سندھ پھر ایگزیکٹیو بنک یا سیاہ و سپید کا مالک اور یہیں سے وفاقی وزارت پیداوار کا سیکرٹری بنایا گیا اور اب عہدے سے ان کو سیمنٹ کی قیمت بڑھانے کے جرم میں افسر بکار خاص بنایا گیا۔

گذشتہ کچھ عرصے قبل ”نیشنل موٹرز“ سے غریب مزدوروں کو جبری طور پر ملازمت سے نکالا گیا ہم نے مزدوروں پر ظلم کی کہانی کراچی کے اخبارات میں

بھی پڑھی۔ زبردست احتجاج ہوا۔ یہاں تک کہ اس ادارے سے جبری طور پر نکالے گئے غریب مزدوروں کے بچوں نے بے روزگاری سے تنگ آکر اخبارات کے دفاتر پر مظاہرہ کیا تاکہ ان کی آواز اوپر تک سنی جائے لیکن کون سنے فریاد کسی غریب کی! اخبارات کے دفاتر پر ننھے منے بچوں نے مظاہرہ کے دوران پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے ان میں ایک پلے کارڈ پر" پاکو کے قادیانی چیئرمین کو برطرف کرو"، کا نعرہ بھی درج تھا۔ ان مزدوروں کو بے روزگار کنور ادریس قادیانی کے دور میں کیا گیا۔ کنور ادریس ہی کی چیئرمین شپ میں "پاکو" کو زبردست خسارہ برداشت کرنا پڑا اخبارات نے خسارے کی مکمل روئیداد بڑی تفصیل سے شائع کی۔ تاجر اور صنعت کار اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ "آٹوموبائل انڈسٹری" ایک منافع بخش صنعت کا درجہ رکھتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس ادارہ میں خسارہ ہونا بڑی حیرت کی بات ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے اس ادارے کے حسابات کی جانچ پڑتال کی جائے اور احتساب کیا جائے کہ کنور ادریس کے دور میں اس ادارے نے کیا کھویا کیا پایا۔

کنور ادریس قادیانی کو جب چیف سیکرٹری سندھ کے عہدے پر فائز کیا گیا تو پورے سندھ سے صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ یہ دور بھی ایک یادگار دور شمار کیا جاتا ہے۔ سندھ جو پہلے ہی جل رہا تھا مزید اس میں تیزی آگئی۔ یہ آگ ٹھنڈی بھی کیسے ہو۔ سندھ کا چیف سیکرٹری کنور ادریس قادیانی ہو اور ادھر لندن سے "خلیفہ جی طاہر" نے اعلان کر رکھا ہو کہ "پاکستان میں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے"، پھر کیا مجال ہے اس "پیشگوئی" کو پورا کرنے میں قادیانی افسران اپنی سی سعی نہ کریں۔ "خلیفہ طاہر جی" اپنے خطبہ جمعہ میں سندھ کے حالات سنا کر اس بات کا اظہار کر رہا تھا کہ یہ سب کچھ اس کی پیشگوئی کے مطابق ہے ہم کہہ سکتے ہیں یقیناً ہر قادیانی پاکستان سے انتقام لے رہا ہے اس لئے کہ اس ملک میں نہ صرف ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا بلکہ قادیانی آرڈیننس کے تحت ان کی سرگرمیوں پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ پاکستان کے خلاف انتقام کی آگ جو مرزا طاہر کے دل میں جل رہی ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قادیانی افسران کے دل میں یہی آگ نہ جل رہی ہو۔ ان حالات میں سندھ کی آگ بھی قادیانیوں کی بھڑکائی ہوئی ہے اور پھر یہ ممکن ہی نہیں کہ کنور ادریس قادیانی کے دور میں یہ آگ ٹھنڈی ہوتی۔

ہم پاکستان کے حکمرانوں پر یہ بات واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ سرکاری عہدوں پر فائز قادیانی افسران کو دہری ہدایات ملتی ہیں۔ ایک ان کے "خلیفہ جی" کی طرف سے اور دوسری حکومت کی طرف سے —— اگر کسی ایک مسئلے پر خلیفہ جی کی ہدایات اور سرکاری ہدایات میں اختلاف ہو تو قادیانی افسران اپنے اوپر یہ لازم جانتے ہیں کہ سرکاری ہدایات ٹھکرا کر "خلیفہ جی" کی ہدایات پر عمل کیا جائے۔ چاہے اس سے ملک کو کتنا ہی نقصان کا خطرہ ہو۔ ہمارے پاس اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کئی مثالیں ہیں۔ مثلاً چوہدری ظفر اللہ قادیانی کے دور وزارت کا مشہور واقعہ ہے کہ ۱۹۵۲ء میں چوہدری جی کو جہانگیر پارک میں قادیانی جلسہ عام سے خطاب کرنا تھا۔ وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کا حکم تھا کہ وہ جلسہ سے خطاب نہ کریں۔ لیکن اس کے باوجود چوہدری جی نے جلسے سے خطاب کیا اور یہی خطاب تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

زمیندار لاہور ۱۸ جولائی ۱۹۵۲ء کی خبر ہے کہ چوہدری جی کو کسی سرکاری دورے پر امریکہ جانا پڑا۔ حکومت پاکستان کی طرف سے ایک خط چوہدری جی کو لکھا گیا کہ امریکہ مزید کچھ دن قیام کریں کہ پاکستان کا ایک مقتدر شخص امریکہ آرہا ہے لیکن چوہدری جی نے جواب دیا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں کچھ عرصہ امریکہ میں مزید قیام کروں تو حکومت کو چاہیئے کہ وہ "قادیانی خلیفہ" سے اجازت لے —— یہ کورا سا جواب دیتے وقت چوہدری جی کو اتنا خیال نہ آیا کہ وہ سرکاری ملازم ہیں اور سرکاری احکامات کے ماننے کے پابند ہیں —— یہ تھا چوہدری جی کا کردار کیا اس کھلے ثبوت کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ قادیانی افسران حکومت پاکستان کے وفادار ہیں۔

ہم اس موقع پر ایک سیدھا سا سوال ایک قادیانی سفیر کے متعلق جو جاپان میں متعین ہے، کرنا چاہتے ہیں اگر ملکی ترقی کے لئے کسی ٹیکنالوجی کی جاپان سے ضرورت محسوس ہو اور حکومت پاکستان ان کو ہدایت کرے کہ فلاں کمپنی سے فلاں ٹیکنالوجی کے حصول کے لئے گفت و شنید کرو اور ادھر وہ خلیفہ جی طاہر" کو اس بات کی اطلاع ہو جائے اور "خلیفہ جی طاہر" (جس نے پہلے ہی پاکستان کے خلاف "جنگ کا بگل" بجا دیا ہے) کی قصر خلافت سے یہ ہدایت جاری ہو کہ وہ ہرگز ٹیکنالوجی کے حصول کے لئے گفت و شنید نہ کرو" تو کیا سفیر صاحب ہمیں یہ بتائیں گے کہ وہ کس کی ہدایت پر عمل کریں گے؟ اور حکومت بھی سوچے کہ ایسے لوگوں کو کلیدی عہدوں پر تعینات کرنا کیسا ہے؟

ہمارا دعویٰ پہلے بھی تھا اور اب بھی ہم اسی دعویٰ پر قائم ہیں کہ ملک کے تمام عہدوں پر فائز قادیانی افسران کی وفاداری مشکوک ہے۔ وہ سرکاری مفادات پر قادیانی مفادات کو ترجیح دیتے ہیں، لہٰذا قادیانی افسران پر اعتبار نہ کیجئے اور ان سب کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیجئے۔

اس سلسلے میں ہم بصد احترام وزیر اعظم محترم میاں محمد نواز شریف کی خدمت میں یہ سوال اٹھانا چاہتے ہیں کہ کیا اب کنور ادریس قادیانی

سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جا سکتا جو ایک طویل عرصے سے ملک کی معیشت کو چوس رہا ہے۔ براہِ کرم انہیں افسر بکارِ خاص مقرر کرنے کی بجائے ریٹائرڈ کر دیجئے ان سے پچھلا حساب کتاب لیجئے اس لئے کہ جو شخص سیمنٹ کی قیمت بڑھانے میں متعلقہ اداروں سے اجازت لینا ضروری نہیں سمجھتا اس نے اپنے سابقہ دورِ ملازمت میں کیا کچھ نہیں کیا ہوگا۔ ان کا احتساب کیجئے۔ کم از کم ہمارے کہنے سے آپ نمونہ کے طور پر صرف ایک قادیانی کا احتساب کیجئے پھر باقی سب قادیانیوں کو اسی پر قیاس کر لیجئے۔

دین سراسر نصیحت اور خیر خواہی و بھلائی ہے

از: پروفیسر حافظ امان اللہ، پشاور یونیورسٹی

امت کے درمیان دین کی دعوت کو قرآن و حدیث میں نصیحت کے لفظ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ لفظ اپنے اندر بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ چنانچہ لغت کی رُو سے اس کے معنی ہیں دھوکا نہ دینا، خلوص کے ساتھ پیش آنا، کسی چیز کو پاک صاف کرنا اور بنانا سنوارنا، ان معانی کے ذریعہ اس کی وُسعت کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے۔ علامہ ابن اثیرؒ فرماتے ہیں کہ نصیحت کا مفہوم کسی ایک لفظ سے ادا نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کو ایک جملے میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ اس شخص کی بھلائی چاہنا، جسے نصیحت کی جائے۔ اس خیر خواہی میں ایمان کی دعوت اخلاق کی اصلاح اور فکر و عمل کی تربیت سب ہی کچھ شامل ہے۔ سورۂ اعراف میں نوح علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام اور ہود علیہ السلام نے اپنی اپنی قوم سے مخاطب ہو کر جو الفاظ استعمال کئے ہیں، وہ یہ ہیں۔ اَنْصَحُ لَكُمْ۔ (میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں) نَصَحْتُ لَكُمْ (میں نے تمہاری خیر خواہی کی) اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ (میں تمہارا خیر خواہ ہوں) مطلب یہ ہے کہ ہر پیغمبر اپنی قوم کے خیر خواہ تھے اور ان کی اصلاح کیلئے بے چین رہتے تھے۔ لوگ اُن کا مذاق اڑاتے تھے اور انہیں جادوگر اور دیوانہ کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (یٰسین آیۃ ۳۰) يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ افسوس ایسے بندوں کے حال پر کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی یہ ہنسی نہ اڑاتے ہوں۔ یہ کفارِ مکہ سے کہا جا رہا ہے کہ دیکھئے اور سوچئے نہیں ہیں۔ دنیا میں کتنی قومیں پہلے پیغمبروں سے ٹھٹھا کر کے ہلاک ہو چکی ہیں۔ جن کا نام و نشان مٹ چکا۔ کوئی ان میں سے لوٹ کر ادھر واپس نہیں آئی۔ اس پر عبرت نہیں ہوتی۔ جب کوئی نیا رسول آتا ہے، وہی تمسخر اور استہزاء شروع کر دیتے ہیں، جو پچھلے کفار کی عادت تھی۔ چنانچہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفارِ مکہ کا یہی معاملہ ہے۔ آپ سے رب العزت کا خطاب ہے۔

مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ○ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ تو اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں اور تیرے واسطے بے انتہا بدلہ ہے اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں (سورۃ قلم) یعنی اللہ تعالیٰ نے جن اعلیٰ اخلاق پر آپ کو پیدا فرمایا ہے۔ کیا دیوانوں میں ان اخلاق کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ جس شخص کا خلق اس قدر عظیم اور مطمحِ نظر اتنا بلند ہو وہ کسی کے مجنون کہہ دینے پر کیا التفات کرے گا۔ آپ تو اپنے دیوانہ کہنے والوں کی نیک خواہی اور دردمندی میں اپنے آپ کو گھلائے ڈالتے تھے جس کی وجہ سے۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ۔ کا خطاب سننے کی نوبت آئی۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (سورۃ الشعراء) فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا ... لِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دین اخلاص اور خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کیا خیر خواہی اور اخلاص کس کے ساتھ؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ خدا کے ساتھ اس کی کتاب کے ساتھ۔ اس کے رسول کے ساتھ۔ مسلمانوں کے ائمہ اور مسلمان عوام کے ساتھ (صحیح مسلم)

یہ حدیث دین اور اس کے تمام مطالبات کو ایک خاص انداز میں ہمارے سامنے رکھ رہی ہے۔ اسی وجہ سے محدثین نے اس کو بڑی اہمیت دی ہے۔

امام نوویؒ نے اپنے پیشرو علماء کی تشریحات کو

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ
اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
سُنارا جیولرز
آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر: ۷۳۵۰۸۰

سامنے رکھتے ہوئے اس حدیث کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے۔

خدا کے بارے میں نصیحت کا مفہوم یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ اس کو تمام صفات کمال سے متصف اور تمام نقائص سے پاک مانا جائے۔ ہر معاملے میں اسی کی اطاعت کی جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے۔ کسی سے محبت بھی اسی کے لئے کی جائے اور نفرت بھی اسی کیلئے کی جائے۔ جو اس کا دوست ہو، اسے اپنا دوست۔ اور جو اس کا دشمن ہو۔ اُسے اپنا دشمن سمجھا جائے۔ اس کی نعمتوں کا دل سے اعتراف کیا جائے۔ اور ان پر شکر کیا جائے۔

خدا کے بارے میں نصیحت کے مفہوم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ان مذکورہ باتوں کی طرف لوگوں کو دعوت دی جائے اور ان کو نرمی اور لطف و محبت سے سمجھایا جائے

خدا کی کتاب کے ساتھ نصیحت اور خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس پر اسی حیثیت سے ایمان رکھا جائے کہ وہ خدا کا نازل کردہ کلام ہے اور ہر انسانی تقریر و تحریر سے بالکل مختلف اور ممتاز ہے۔ وہ ایسا کلام ہے کہ اس جیسے کلام پر کوئی بھی شخص قادر نہیں ہو سکتا۔ اس کی تعظیم کیجائے خشوع و خضوع کے ساتھ اس کی تلاوت کی جائے اس کے محکمات پر عمل کیا جائے اور اس کے متشابہات کو بے چون و چرا تسلیم کیا جائے اس کے علوم و احکام سے واقفیت حاصل کی جائے اور اس کے مواعظ سے نصیحت حاصل کی جائے اور اس کے عجائبات میں سوچا جائے۔ اس کے ساتھ خیر خواہی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس کے علوم کو پھیلایا جائے۔ اور اس کی طرف دنیا کو دعوت دی جائے۔

خدا کے رسول کے ساتھ خیر خواہی کے مفہوم میں یہ باتیں شامل ہیں۔

حضرت تمیم داریؓ فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الدّین النّصیحۃ قلنا لمن قال للّٰہ و لکتابہ و لرسولہ و

الحدیث اسفًا (سورۃ الکہف آیۃ ۶)

شاید کہ آپ ان کے ایمان نہ لانے پر جان دیدینگے۔ بس آپ ان کے (اعراض کے) پیچھے غم سے اپنی جان دیدیجئے۔ اگر یہ لوگ اس مضمون (قرآنی) پر ایمان نہ لائے۔ آپ کے غم و تاسف سے معلوم کچھ ایسا ہی ہوتا ہے۔

یہ ایک نقشہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی، بلکہ غم خواری اور دردسوزی کا شدید منکروں اور کفر کا فردوں تک کے لئے جنہوں نے آپ کو اور آپ کے خاندان کو تین سال تک شعب ابی طالب میں نظر بند رکھا۔ طائف میں لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگایا کہ آپ کا مذاق اڑائیں۔ تالیاں پیٹیں پتھر ماریں، حتیٰ کہ آپ کے دونوں جوتے خون کے جاری ہونے سے رنگین ہوگئے آپ کے قید کرنے، وطن سے نکالنے اور شہید کرنے کے منصوبے بنائے اور آپ نے فتح مکہ کے موقع پر سب کی معافی کا اعلان کیا۔

خیر خواہی اور اصلاح کا یہ جذبہ اسلام اپنے تمام ماننے والوں کے اندر دیکھنا چاہتا ہے۔ تاکہ معاشرے کا ہر فرد دوسرے کی بھلائی چاہنے والا اور اس کی اصلاح کا طالب بن جائے۔ ایک طرف حاکم محکوم کی اصلاح کی کوشش کرے۔ تو دوسری طرف محکوم خیر خواہی کی نیت سے حاکم کو اس کی کوتاہیوں اور خامیوں پر متنبہ کرے۔ امیر غریب کی کمزوریوں کو دور کرے تو غریب امیر کی خرابیوں کو رفع کرے۔ صاحب علم عام آدمیوں کو جہالت اور نادانی سے بچائے تو عام آدمی اصحاب علم کو ان کی لغزشوں کی طرف توجہ دلائے اس طرح پوری امت میں نصیحت اور خیر خواہی کی ایسی فضا پیدا ہو جائے کہ خود بخود اس کی اصلاح ہوتی رہے کیونکہ اس امت میں جو بگاڑ اور خرابی پیدا ہو اسکی اصلاح کی ذمہ داری کسی دوسرے گروہ پر نہیں ہے بلکہ خود اسی کو اپنی اصلاح کرنی ہے اس کا ہر فرد دوسرے کا ہمدرد اور خیر اندیش ہے۔ وہ جسطرح اپنے نفس کی اصلاح و تربیت کی فکر کرتا ہے اسیطرح اسے اپنے مسلمان بھائیوں کی اصلاح کی بھی فکر کرنی چاہئے۔

آپؐ کی رسالت کی تصدیق۔ آپ کی تعلیمات پر ایمان۔ آپؐ کی اطاعت۔ آپؐ کی زندگی میں اور آپؐ کے وصال کے بعد آپؐ کی نصرت و حمایت۔ جو آپؐ کا دشمن ہو اس سے دشمنی اور جو آپؐ کا دوست ہو، اس سے دوستی، آپؐ کا احترام، آپؐ کی سنت کا احیاء، آپؐ کی دعوت کی توسیع۔ آپؐ کی شریعت کی نشر و اشاعت۔ اس پر جو الزام لگایا جائے اسے دور کرنا۔ اس کے علوم کو سیکھنا اور پھیلانا۔ لوگوں کو اس طرف دعوت دینا۔ بغیر علم کے اس کے بارے میں بحث کرنے سے پرہیز کرنا۔ حاملین شریعت کا ادب و احترام کرنا وغیرہ۔

اسی طرح یہ بھی آپؐ کے ساتھ خیر خواہی میں داخل ہے کہ آپؐ والے اخلاق اپنے اندر پیدا کئے جائیں۔ آپؐ کے بتائے ہوئے آداب اختیار کئے جائیں۔ آپؐ کے صحابہؓ اور اہل بیت سے محبت کی جائے اور بدعت والوں سے دور رہا جائے۔

آئمہ مسلمین کے ساتھ نصیحت اور خیر خواہی میں یہ باتیں شامل ہیں۔

حق میں ان کی اطاعت اور تعاون، نرمی کے ساتھ اور بوقت ضرورت سختی کے ساتھ ان کو نصیحت۔ انکی جھوٹی تعریف سے بچنا، لوگوں کو ان کی اطاعت پر آمادہ کرنا۔ مسلمانوں کے جو معاملات ان تک نہ پہنچ رہے ہیں انہیں ان تک پہنچانا اور جن باتوں سے وہ غافل ہیں ان سے آگاہ کرنا اور ان کے خلاف بغیر کسی معقول وجہ کے بغاوت نہ کرنا۔

خطابیؒ نے لکھا ہے کہ آئمہ مسلمین سے علماء دین بھی مراد ہو سکتے ہیں، ان کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے اور دین کے احکام میں ان کی اتباع کی جائے۔

عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ جن امور میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ ان کی طرف انکی رہنمائی کی جائے۔ ان کی تکلیفوں کو دور کیا جائے۔ ان پر حسد نہ کیا جائے۔ ان کے لئے وہی چیز پسند کی جائے جو اپنے لئے پسند ہو اور جو چیز اپنے لئے ناپسند ہو، ان کے لئے بھی ناپسند کی جائے۔ ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے۔ وہ دین و دنیا کی جن چیزوں سے ناواقف ہیں ان سے انہیں واقف کیا جائے۔ زبان ہی سے نہیں، بلکہ عمل سے ان کی رہنمائی کی جائے۔ ان کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا جائے۔ ان کے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کرائے جائیں اور ان کو خدا کی اطاعت پر ابھارا جائے (شرح مسلم جلد نمبر ا

باقی ص ۲۷ پر

جہاد فی سبیل اللہ اور صدق و سچائی

انتخاب و تلخیص۔ عبداللہ حسنی ندوی

جہاد!

ایمان والوں سے اللہ کا خاص مطالبہ اور بڑا تاکیدی حکم ایک یہ بھی ہے کہ جس اچھے دین کو اور اللہ کی بندگی والے جس اچھے طریقہ کو انہوں نے سچا اور اچھا سمجھ کر اختیار کیا ہے وہ اس کو زندہ اور سرسبز رکھنے کے لئے اور اس کو زیادہ سے زیادہ رواج دینے کے لئے جو کوشش کر سکتے ہوں ضرور کریں، دین کی خاص زبان میں اس کا نام جہاد ہے۔

مثلاً اگر کسی وقت حالات ایسے ہوں خود اپنا اور اپنی قوم کا دین پر قائم رہنا مشکل ہو اور اس راہ میں تکلیفیں برداشت کرنی پڑ رہی ہوں تو دین پر ثابت قدم رکھنے کی کوشش کرنا اور مضبوطی سے دین پر جمے رہنا بہت بڑا جہاد ہے۔ اسی طرح اللہ کے جو بندے اللہ کے سچے دین سے اور اس کے نازل کئے ہوئے احکام سے بے خبر ہیں ان کو معقولیت اور سچی ہمدردی کے ساتھ دین کا پیغام پہنچانے اور اللہ کے احکام سے واقف کرانے میں دوڑ دھوپ بھی جہاد کی ایک صورت ہے

اور اگر ایسا کوئی وقت ہو کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والی جماعت کے ہاتھ میں اجتماعی قوت اور طاقت ہو اور اللہ کے دین کی حفاظت اور نصرت کے مقصد کا تقاضا یہی ہو کہ اس کے لئے طاقت استعمال کی جائے تو اس وقت اللہ کے مقرر کئے ہوئے قوانین کے مطابق دین کی حفاظت و نصرت کے لئے طاقت کا استعمال جہاد ہے۔ لیکن اس کے جہاد اور عبادت ہونے میں دو خاص شرطیں ہیں۔ ا۔ یہ کہ یہ اقدام کسی ذاتی یا قومی تعصب و دشمنی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اصل مقصد صرف اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کے دین کی خدمت ہو دوسرے یہ کہ اس کے قوانین کی پوری پابندی ہو ان دو شرطوں کے بغیر اگر طاقت کا استعمال ہوگا تو دین کی نظر میں وہ جہاد نہیں فساد ہوگا

اسی طرح ظالم و جابر حکمرانوں کے سامنے (چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم) حق بات کہنا بھی جہاد کی ایک خاص قسم ہے جس کو حدیث میں افضل الجہاد کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ ھو اجتباکم (الحج)

اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں جیسا کہ اس کا حق ہے اس نے اپنے دین کے لئے تم کو منتخب کیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا اللہ پر سچا ایمان لانا اور دین کی کوشش کرنا سب اعمال میں افضل ہے

دوسری حدیث میں آتا ہے اور جس بندے کے پاؤں پر راہ خدا میں چلنے کی وجہ سے گرد و غبار پڑا، یہ نہیں ہو سکتا کہ دوزخ کی آگ پھر اس کو چھو سکے۔

یہاں صفات کا ذکر تھا جو اللہ کی محبت اور پیار کو کھینچتی اور انسان کو محبوب خدا بناتی ہیں اس کے علاوہ دوسرے وہ اوصاف ہیں جن کو اسلام پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے اور ہر ایمان والے میں ان کا جلوہ دیکھنا چاہتا ہے ان میں کچھ تو گزر چکے کچھ اور ذکر کئے جا رہے ہیں۔

صدق و سچائی

اخلاق کی فہرست میں صداقت و سچائی کو پہلا درجہ حاصل ہے انسان کے ہر قول و فعل کے ٹھیک ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس کا دل اور اس کی زبان باہم ایک دوسرے سے مطابق اور ہم آہنگ ہوں اسی کا نام صدق و سچائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (التوبۃ)

اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے بھی بات کا پتہ چلتا ہے کہ ایمان والا جھوٹ جیسے گندے کام میں کبھی مبتلا نہیں ہو سکتا اور یہ برائی کسی کے اندر موجود ہو تو وہ نفاق کی نشانیوں میں سے ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مسلمان نامرد ہو سکتا ہے فرمایا ہو سکتا ہے پھر پوچھا کیا بخیل ہو سکتا ہے جواب دیا ہو سکتا ہے پھر دریافت کیا کیا جھوٹا بھی ہو سکتا ہے فرمایا۔ نہیں

حضرت عبداللہ بن عمرو صحابی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں چار باتیں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک بات ہو تو اس میں نفاق کی ایک نشانی پائی جاتی ہے۔ جب امانت اس کے سپرد کی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے جھوٹ بولے، جب کوئی عہد کرے تو پورا نہ کرے اور جب جھگڑے تو حق کے خلاف کرے (بخاری)

اور ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سچ بولنا نیکی کا راستہ بتاتا ہے اور نیکی جنت کو لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا جاتا ہے اور سچ بولتے بولتے وہ صدیق ہو جاتا ہے اور جھوٹ بدکاری کا راستہ بتاتا ہے اور بدکاری دوزخ کو لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا جاتا ہے یہاں تک جھوٹ بولتے بولتے وہ خدا کے یہاں جھوٹا لکھا جاتا ہے (مشکوٰۃ)

قرآن مجید نے ایسے لوگوں کو صدیق کہا ہے کہ وہ دل سے جو کچھ مانتے ہیں عمل سے اس کی تصدیق اور زبان سے اس کا برملا اقرار اور یقین کی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرتے ہیں اور قرآن میں یہ بھی ہے **والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون** (الحدید) اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں وہی صدیق ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے سچائی کا بیان تفصیل اور وضاحت سے کیا ہے زبان کی سچائی، دل کی سچائی اور عمل کی سچائی کو خوب اچھی طرح واضح کر دیا ہے جب ان

تینوں میں کوئی مسلمان کامل ہو تو مکمل سچا اور صادق مسلمان ہے اللہ سب کو نصیب فرمائے۔

دیانتداری و امانت

آپ نے پیغام دین، عہد کی پابندی اور معاملات میں جو چیز معیاری حیثیت رکھتی ہے وہ امانتداری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن مجید میں امانتداری کا لقب دیا گیا ہے کہا ہے اور اپنی دیانت و امانت کی وجہ سے آپ مکہ کے معاشرہ میں امانتدار کے نام سے مشہور ہیں۔

انی لکم رسول امین (شعراء) میں تمہارے لئے امانت دار قاصد ہوں،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں (کنز العمال)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ اپنے ہر خطبہ میں اس کو ضرور فرمایا کرتے تھے جس میں عہد نہیں اس میں دین نہیں (مسند احمد)

شرم و حیا

یہ انسان کا ایسا وصف ہے جس سے انسان بہت سی برائیوں سے بچا رہتا ہے اور بہت سی خوبیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں حدیث میں آتا ہے کہ خدا سب سے بڑا غیرت مند ہے اس لئے اس نے بدکاریوں کو حرام کیا ہے (مسلم) اور خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکی سے زیادہ شرمیلے تھے (بخاری) حضرت عائشہ جو آپ کی چہیتی بیوی تھیں فرماتی ہیں کہ نہ تو آپ نے میری پوشیدہ جگہ کو دیکھا اور نہ میں نے آپ کی پوشیدہ جگہ کو دیکھا اور حیا کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا شرم و حیا سے صرف بھلائی نہیں پہنچتی ہے (بخاری) آپ کی تاکید یہاں تک تھی کہ تنہائی میں بھی کسی مسلمان کو برہنہ نہیں رہنا کیونکہ فرشتے ہر وقت ساتھ رہتے ہیں ان سے شرم کرنی چاہیے وہ صرف بول و براز اور مباشرت کے وقت الگ ہو جاتے ہیں۔

رحم

رحم انسان کا ایسا وصف ہے اگر کوئی انسان اس وصف سے محروم ہو تو انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا بلکہ سنگدل جانوروں میں شمار ہونے کے لائق ہے اسلام

باقی صفحہ ۲۷ پر

آپ کے مسائل

رضاعت کا مسئلہ

خالد لطیف ـــــــ کراچی

س: میری اہلیہ اور میرے سگے بھائی کی بیوی دونوں آپس میں سگی بہنیں ہیں۔ میرے بڑے بھائی کی بیوی نے ایک دفعہ میرے شیرخوار بچے کو اپنا دودھ دانستہ یا غیر دانستہ طور پر پلا دیا تھا۔ کیا میرے بھائی کے بچوں اور میرے بچوں میں باہمی شادی کا سلسلہ ہو سکتا ہے یا صرف وہ بچہ جس نے دودھ پیا ہے صرف وہ شادی نہیں کر سکتا۔

ج: آپ کے جس بچے کو بڑے بھائی کی بیوی نے دودھ پلایا اس کا نکاح تو بڑے بھائی کی لڑکیوں میں سے کسی کے ساتھ نہیں ہو سکتا، دوسرے بچوں کا عقد ہو سکتا ہے۔ آپ اپنی لڑکیاں بھائی کے لڑکوں کو دے سکتے ہیں۔ اور آپ کے بھائی اپنی لڑکیاں۔ اس دودھ پینے والے لڑکے کو چھوڑ کر آپ کے دوسرے لڑکوں کو دے سکتے ہیں۔

جہاد کیلئے والدین کی اجازت

نیاز بہادر

س: مجھے جہاد کا بہت شوق ہے اور اس شوق کی خاطر میں نے افغانستان جانے کی بھی کوشش کی مگر ناکام رہا کیونکہ میرے اس جذبے کو کوئی بھی وقعت نہیں دیتا اور سب یہ چاہتے ہیں کہ میں ان کی طرح دولت کماؤں اور آرام سے رہوں مگر یہ سب چیزیں میری فطرت اور جذبے کا متضاد ہیں مجھے اس دنیا میں اب کوئی کشش نہیں محسوس ہوتی۔ اب میری خواہش ہے کہ میں فلسطین کے جہاد میں شرکت کروں۔ واضح رہے کہ میرے تین بھائی اور ہیں جنہوں نے والدین کا ہر طرح سے خیال رکھا ہوا ہے مگر مجھے گھر سے اسکی اجازت قطعاً نہیں ملے گی۔ جب کہ میرے جانے سے بظاہر کوئی بھی خلا نہیں پیدا ہوگا۔ میں میٹرک کا طالب علم ہوں اور ۱۸ سال میری عمر ہے۔ آپ مہربانی کرکے اگر میری رہنمائی کر سکیں تو آپ کا بہت مشکور رہوں گا۔

ج: والدین کی اجازت کے بغیر آپ کا جانا صحیح نہیں۔

یہ جوا ہے

دیف محمد

س: ہمارے گوٹھ میں آدمی لوڈو کھیلتے ہیں اور جو ہار جائے وہ چائے پلاتے ہیں میں نے کئی مرتبہ ان کو منع کیا کہ ایسا کرنا جرم عظیم ہے۔ مگر وہ نہیں مانتے اب آپکی خدمت میں یہ سوال روانہ کر رہا ہوں جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

ج: ہارنے والے کے ذمہ چائے پلانے کی شرط جوا ہے۔ اور یہ حرام ہے۔

پانچ چیزوں پر پانچ انعام

ایک صاحب ـــــــ کراچی

س: (۱) آپ نے کسی کو یہ بتایا کہ ہر نماز کے بعد (۱) سورۃ فاتحہ (۲) آیت الکرسی (۳) شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو (۴) قل اللھم مالک الملک دو آیتیں ایک ایک مرتبہ پڑھنے سے پانچ انعام ملتے ہیں۔ وہ انعام کیا ہیں نیز یہ بتائیں کہ اگر ناقل نے صحیح نقل کیا ہے تو یہ کس کتاب میں ہے؟

ج: مفتی محمد شفیعؒ تفسیر معارف القرآن جلد دوم ص۳ میں لکھتے ہیں۔

امام بغویؒ نے اپنی سند کیساتھ اس جگہ ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سورۃ فاتحہ اور

آیت الکرسی اور آل عمران کی دو آیتیں ایک آیت شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو آخر تک اور دوسری آیت قل اللھم مالک الملک سے بغیر حساب تک پڑھا کرے تو میں اس کا ٹھکانہ جنت میں بنادونگا اور اسکو اپنے حظیرۃ القدس میں جگہ دونگا اور ہر روز اس کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت کرونگا اور اسکی ستر حاجتیں پوری کروں گا۔ اور ہر حاسد اور دشمن سے پناہ دونگا اور ان پر اسکو غالب رکھونگا۔

س:۔ آجکل ایسی ربڑ کی تھیلیاں چل ہوئی ہیں جو مباشرت کے وقت استعمال ہوتی ہیں تاکہ حمل نہ ہو۔ کیا یہ صورت درست ہے؟ شرعاً اس وجہ سے کہ مجبوری ہے مثلاً عورت کمزور ہے، حمل برداشت نہیں کرسکتی یا ابھی پہلا والا دودھ چھوڑا ہے تو اس صورت میں کچھ وقت کے لئے حمل نہ ہو تو کیا صورت اختیار کریں؟

ج:۔ جائز ہے۔

فون پر نکاح کی صورت

ایک صاحبہ ـــــــ کراچی

س:۔ میں چار بچوں کی ماں ہوں اور میرے شوہر بے حد نیک اور دیندار آدمی اور پنج وقتہ نمازی ہیں الحمدللہ اور اسکی وحدانیت پر انکا یقین کامل ہے لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور وہ موقع کی تاک میں رہتا ہے کہ کب اسے موقع ملے اور وہ اپنا وار کرجائے۔ کچھ عرصے پہلے کی بات ہے کہ میرے شوہر آفس سے خاصے پریشان ہو کر آئے۔ وہاں کچھ آفس کی سیاست کا چکر تھا جس کی وجہ سے وہ خاصے دلبرداشتہ تھے۔ میں نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہوجائے گا آخر وہ بھی تو سب دیکھ رہا ہے جس پر لاشعوری طور پر اچانک ان کے منہ سے نکلا "اللہ ہوتا تب نا" میں نے ان سے کہا کہ نعوذ باللہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، اس پر وہ لمحہ بھر کو چونک گئے اور انہوں نے فوراً توبہ کی۔ میں نے ان سے کہا کہ چونکہ آپ نے یہ کفر کا کلمہ کہا ہے اس لئے آپ دوبارہ کلمہ پڑھ لیجئے انہوں نے دوبارہ کلمہ پڑھا نہائے دھوئے اور دو رکعت نفل ادا کی لیکن پھر بھی ان کے دل کو قرار نہ آیا آخر انہوں نے مجھ سے کہا کہ چونکہ میں نے کفر کا کلمہ پڑھا تھا اس لئے ایسا تو نہیں کہ اس سے میرے اور تمہارے نکاح پر کوئی اثر پڑا ہو۔ ہم نے فوری طور پر چند دینی سے خاصی واقفیت رکھنے والوں سے اسکا ذکر کیا ان لوگوں نے کہا کہ نہیں نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑا کیونکہ یہ جملہ اچانک بے اختیاری میں ادا ہوا ہے اور اس میں دل کا یقین شامل نہیں تھا جیسا کہ میرے شوہر نے بتایا۔

مولوی صاحب ہم دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کو اس قدر چاہتے ہیں کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔ بہرحال چند دن تو ہمارے ذہنوں پر بوجھ رہا اس کے بعد ہم پھر نارمل طریقے سے رہنے لگے۔ لیکن اس واقعے کے بعد میرے میاں نے ایک خط آپکو بھی تحریر کیا کہ چونکہ آپ مستند عالم ہیں اس لئے آپ سے بھی معلوم کرلینا بہتر ہے یہاں میں ایک بات اور آپکو بتادوں کہ ہمارا مستقل قیام سعودی عرب میں ہے اور یہ واقعہ بھی سعودی عرب میں پیش آیا تھا اب آجکل میں پاکستان اپنی والدہ کے پاس کچھ عرصے چھٹیاں گزارنے کے لئے آئی ہوئی ہوں۔ اس دوران میرے شوہر کا خط آیا جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ آپ کا جواب آگیا ہے اور آپ نے لکھا ہے کہ تجدید نکاح ضروری ہے اور دوبارہ سے نیا مہر بھی مقرر کرنا پڑے گا۔ اب میرے شوہر یہ چاہتے ہیں کہ اس بات کا سعودی عرب میں کسی کو علم نہ ہو یعنی دوبارہ نکاح کی بات کیونکہ لوگوں کو تو مذاق اڑانے کا بہانہ چاہیے ہوتا ہے۔ انکا خیال ہے کہ میرے یہاں رہتے ہوئے ہی اگر تجدید نکاح ہوسکے تو بہتر ہے یعنی ٹیلیفون پر اور یا پھر وہ یہاں اپنا کوئی وکیل مقرر کردیں آپ اس مسئلہ پر ارشاد فرمائیں کہ آیا واقعی تجدید نکاح ضروری

باقی صفحہ ۲۲ پر

قائد آباد کارپٹ ○ مون لائٹ ○ بلال کارپٹ ○
لیونائیٹڈ کارپٹ ○ ڈیکورا کارپٹ ○ اولمپیا کارپٹ
ڈیلرز
مساجد کیلئے خاص رعایت
۴۔ این آر ایونیو، ایس ڈی ون بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد فون :- ۶۲۶۸۸۸

انفاق والعفو

اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالا قابلِ رشک انسان ہے۔

مال کی محبت خُدا کے ذکر سے غافل بنا دیتی ہے۔ مال مسلمان کیلئے بڑا فتنہ ہے۔

از: محمد اقبال، حیدرآباد سندھ

انفاق سے مراد یہ ہے کہ اپنی دولت کو اللہ کی راہ (یعنی فی سبیل اللہ) میں خرچ کرنا۔ اللہ کی راہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے حوالے سے اس کے بندوں کی فلاح و بہبود، تعلیم و تربیت، معاشرے کی ترقی و خوشحالی، تحریک اسلام کو جاری و ساری رکھنے، جہاد، دفاع ملک و ملت، جذبہ عبودیت کی تشفی اور ثقافتی سرگرمیوں کے لیے مساجد کی تعمیر، نیز افراد معاشرہ کو بالخصوص اور افراد نسل انسانی کو بالعموم بھوک، ننگ، بیماری، مفلسی، بے روزگاری، ناخواندگی و جہالت، شرک، بت پرستی سے اور ان کے ذمے دار ہر قسم کی استحصالی قوتوں سے نجات دلانے کی خاطر اپنا مال و دولت خرچ کرنا۔

معاشی اعتبار سے انفاق کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ دولت صرف دولت مندوں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے بلکہ معاشرے میں اس طرح گردش کرے جس طرح نامیاتی وجود میں خون طبعی انداز میں گردش کرتا رہتا ہے۔

انفاق کی کئی شکلیں ہیں۔ خیرات و صدقات، نذر و نیاز اور زکوٰۃ وغیرہ — لیکن یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی اگر دولت بچ رہے اور اس کا کوئی نجی مصرف نہ رہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم "العفو" کا اطلاق ہوتا ہے جس کا مطلب ایسی فالتو دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسلام اکتناز، احتکار، قمار بازی، سودکاری نیز اسراف و تبذیر وغیرہ کی اجازت نہیں دیتا۔

ہر وہ نظام جس کی نگاہ میں دولت کا وہ مقام نہیں جو اسلام کی نگاہ میں ہے۔ اسلام کیلئے قابلِ قبول نہیں۔ اسلام کی نگاہ میں دولت محض ایک ضرورت ہے جو دین و ایمان کی ادائی کا ذریعہ ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ ہو تو ٹھیک ورنہ آفت ایک ناقابل رشک آفت۔

بندے کو جب اللہ تعالیٰ مال و دولت کی نعمت سے نوازے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس نعمت کی قدردانی کرے اسے فضول برباد نہ کرے غیر شرعی امور پر ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرے بلکہ حلال ذریعے سے مال و دولت حاصل کرے اور جائز امور پر صرف کرے۔ حق داروں اور مسکینوں کے حقوق بجا لائے اور آخرت کی بھلائیاں حاصل کرے۔

اس بندے پر افسوس جو مال و دولت کے بارے میں اتنا اندھا ہو جائے کہ اسے حاصل کرتے وقت شرعی حدود کا دھیان نہ رکھے اور خرچ کرتے وقت شرعی حدود سے تجاوز کر جائے۔ ہماری رہنمائی کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر اُمت کے لیے آزمائش ہے اور میری اُمت کی آزمائش مال میں ہے۔

بہترین انسان وہ نہیں کہا جا سکتا جو ٹھاٹھ سے زندگی بسر کر رہا ہو باغ اور بنگلوں کا مالک ہو۔ بہت بڑا کاروباری آدمی ہو سواری کے لیے موٹریں رکھتا ہو۔ خدمت گار نوکر چاکر اس کی خدمت میں ہر وقت موجود رہتے ہوں بڑے عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہا ہو۔ یاد رہے کہ جس شخص کا سکھ اور آرام محض اس کی اپنی ذات تک محدود ہو اور عوام الناس کی بھلائی اور فیض رسانی کا اسے ذرہ بھر بھی احساس نہ ہو وہ ہرگز بہترین انسان نہیں ہو سکتا اس کے برعکس بہترین انسان وہ ہے

جس کے دل میں انسانی ذات کی بھلائی اور فیض رسانی کا جذبہ ہر وقت موجزن ہو۔ مثلاً اس کا گزر ایک ایسے محلے سے ہو جہاں مخلوق خدا کو پانی کی تکلیف ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دولت سے پانی مہیا کرنے کا انتظام کر دے کنواں کھدوائے یا نلکا لگوا دے۔

اگر وہ دیکھے نادار لوگ اپنے بچوں کی تعلیم کا انتظام نہیں کر سکتے تو ان کا ہاتھ بٹائے۔

قرآن مجید کی تعلیم اور اسلامی تعلیمات عام کرنے کا انتظام کرے۔ ایسے کام کرے جن سے مخلوق کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے ایسے انسان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "بہترین انسان" کا لقب عطا فرمایا۔ آپ نے فرمایا لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جس سے لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ پاک نے ان کے صدقات کو گویا اپنے اوپر — قرض قرار دیا ہے اور خود کو ان کا مقروض بتا کر ان کا درجہ بلند کیا ہے۔ یقیناً انسان کے لیے اس سے زیادہ کسی بلند مقام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اللہ کے جو بندے اور بندیاں صدقہ کرتے ہیں اور اللہ کو قرض دیتے ہیں ان کے لیے بہت کچھ بڑھا دیا جائے گا اور ان کو عزت والا صلہ ملے گا۔ (قرآن)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ آدم کے فرزندو! تم میری راہ میں خرچ کرو میں تم کو وسعت عطا کیے جاؤں گا ۔ (بخاری ؒمسلم ۔)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے قہر و جلال کی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے ۔ (یعنی صدقہ وخیرات کرنے والا بری موت نہیں مرتا بلکہ موت کے وقت اس پہ رحمت و مقبولیت کے آثار ہوتے ہیں) ایک حدیث میں عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ صدقہ قبر کی گرمی کو ٹھنڈا کرے گا اور مومنین قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوں گے ۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جو مسلمان بھائی اپنے مسلمان بھائی کا کپڑا دے کر اس کا تن ڈھانپے گا اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں جنت کا خلعت پہنائے گا اور جو مسلمان اپنے بھوکے مسلمان بھائی کو کھانا کھلائے گا اللہ اس کو جنت کے میوے اور پھل عطا فرمائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی مہر بند شراب طہور سے سیراب فرمائے گا ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے کسی بھائی کی کوئی حاجت پوری کرنے میں لگا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کی کفالت فرماتا رہے گا ۔ اور جو شخص اپنے بھائی کی کوئی مصیبت دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کی کوئی سخت ترین مصیبت دور کرے گا ۔

اللہ پاک جن بندوں کو اس کار خیر کی توفیق دے ان کو یہ بات ملحوظ رہنی چاہیئے کہ ان کی مدد اور ان کی خبر گیری کے سب سے زیادہ مستحق وہ شرم و حیا والے لوگ ہیں جو اپنی مصیبت اور فقر و فاقہ کو عام طور سے لوگوں پہ ظاہر نہیں کر سکتے اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے اور جو فقیر کہلانے والے گداگری کرتے ہیں ۔

اور مانگنا جن کا پیشہ ہے یہ حاجت مند نہیں ہوتے ۔ اے ایمان والو! خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تم کو روزی دی ۔ پہلے اس دن کے آنے سے کہ جس میں نہ خرید و فروخت ہے نہ آشنائی اور نہ سفارش (بقرہ)

یعنی عمل کا وقت ابھی ہے ۔ آخرت میں نہ تو عمل بکتے ہیں اور نہ کوئی آشنائی سے دیتا ہے نہ کوئی سفارش سے چھڑا سکتا ہے جب تک پکڑنے والا نہ چھوڑے ۔

مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ زر و دولت کو مقصود حیات نہ بنائے بلکہ حقیقی مقصد حیات یعنی سربلندی دین اور رضا الٰہی کا معین بنائے اُس کی رضا ومنشا کے مطابق اسے خرچ کرے اپنے نفس کی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ یتیموں بیواؤں محتاجوں مسکینوں کی مدد کرے دینی مدرسوں اور دینی اداروں کی دل کھول کر مدد کرے ۔ جو کچھ اللہ نے دے رکھا ہے اس میں سے بہترین چیز اس کے نام پر اس کے مستحق بندوں میں بطور خیرات و صدقات تقسیم کرے جس کا اللہ رب العزت سات سو گنا تک اجر و ثواب عطا فرمائیں گے ۔

حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ ایک آدمی ایسی زمین کے اندر جا رہا تھا جس میں پانی کا نام و نشان ہی نہیں تھا کہ اس نے بادل میں سے ایک آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر ۔ پھر وہ بادل ایک جانب کو بڑھا اور اس پانی نے تمام باغ کو گھیر لیا وہ پانی چھوٹی چھوٹی نالیوں میں سے ایک بڑے نالے میں بڑھا اور اس پانی نے تمام باغ کو گھیر لیا وہ آدمی پانی کے پیچھے چلا ۔ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا تھا اور پانی کو اپنے بیلچے سے پھیلا رہا تھا اس شخص نے اس سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے بندے تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا میرا نام فلاں ہے ۔

وہی نام بتلایا جو اس نے بادل کے اندر سے سنا تھا ۔ باغ والے نے کہا اے اللہ کے بندے! میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟

اس نے کہا جس بادل کا یہ پانی ہے میں نے اس میں سے آواز سنی تھی اور وہ آواز یہ تھی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر ۔ بتا ۔ تو اپنے باغ میں ایسا کون سا عمل کرتا ہے جو اللہ رب العالمین کو اسقدر پسند ہے ۔!

اس شخص نے کہا ۔ میرے باغ میں سے جو پیداوار نکلتی ہے اس کے تین حصے کرتا ہوں ۔ ایک حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں ۔ ایک حصہ اپنے بال بچوں میں خرچ کرتا ہوں اور ایک حصہ پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کس کو اس کے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پسند ہے؟

صحابہؓ نے عرض کیا! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں مگر اس کا اپنا مال اس کو زیادہ پسند ہے ۔ آپ نے فرمایا اس کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیج دیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو اس نے پیچھے چھوڑ دیا ۔ (بخاری)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کرتا ہے عمر کو بڑھاتا ہے بری موت کو دور کرتا ہے اور تکبر و فخر کو مٹاتا ہے ۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صبح کو جب بندے اٹھتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ۔ ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے شخص کو بدل عطا فرما ۔ اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! کنجوس روکنے والے کو جلد نقصان دے ۔ (بخاری)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

خطیبِ اعظم

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

آغا شورش کاشمیریؒ

۱۷ فروری ۱۹۵۳ء کو حضرت امیر شریعتؒ بیرون دہلی دروازہ لاہور تقریر فرما رہے تھے آغا صاحب مرحوم نے یہ نظم فی البدیہہ اسی وقت کہی اور چٹان میں بعد فوٹو شائع کی۔ (ادارہ)

خطیبِ اعظم عرب کا نغمہ عجم کی لے میں سنا رہا ہے
سرِ چمن پر چھپا رہا ہے، سرِ وغا مسکرا رہا ہے

حدیثِ سرو و سمن نچھاور زبانِ شمشیر اس پہ قرباں!
مسیلمہ ایسے جعلسازوں کی بیخ و بنیاد ڈھا رہا ہے

قرونِ اولیٰ کی رزم گاہوں سے مرتضیٰؓ کا جلال لے کر
دبیز نیندیں جھنجھوڑتا ہے، مجاہدوں کو جگا رہا ہے

ہیں اس کی للکار سے ہراساں محمدِ مصطفےٰ کے باغی
وغا کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں غنیم پر دندنا رہا ہے

میں اس کے چہرے کی مسکراہٹ سے ایسا محسوس کر رہا ہوں
کہ جیسے کوثر پہ شام ہوتے کوئی دیا جھلملا رہا ہے

خدا فروشوں کی خانقاہوں پہ ایک بجلی سی کوندتی ہے
ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ
اسی کی صورت کو تک رہا ہے سفر سے ٹوٹا ہوا زمانہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی حیات میں ایک درہم خیرات کرنا۔ مرنے کے وقت سو درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات چیزیں ہیں جن کا ثواب انسان کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

(۱) جس نے علم دین سکھلایا (۲) نہر کھدوائی (۳) کنواں کھدوایا (۴) کوئی درخت لگوایا (۵) کوئی مسجد بنوائی (۶) کوئی قرآن چھوڑ گیا (۷) کوئی اولاد چھوڑی جو اس کے لیے مرنے کے بعد بخشش کی دعا کرے۔ دولت کی اچھائی یا برائی کا انحصار اس کے طریق کار اور محل پر منحصر ہے۔

اگر دولت جوڑ جوڑ کر رکھی جائے تو بربادی کا باعث ہوئی۔ لیکن دولت کا صحیح طریقے سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا قابل رشک انسان ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے دولت کا حلال طریقے سے کمانا کوئی عیب نہیں مگر خدشہ ہے کہ انسان اپنے روایتی بخل کے سبب دولت کی ذمہ داریوں سے کما حقہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ انسان اگر بخل پر قابو پا کر اپنی حلال کمائی ہوئی دولت کو اللہ کی راہ میں مستحقین پر خرچ کرے تو اسے دوہرا ثواب ملتا ہے۔

یاد رکھیں۔ مال کی محبت خدا کے ذکر سے غافل بنا دیتی ہے یہ مال مسلمان کے لیے بڑا فتنہ ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان جب مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ کیا چھوڑا؟

پس اگر زندگی میں مال خرچ کر کے آخرت کا کچھ ذخیرہ جمع کر لیا تھا تو مرتے وقت خوش ہوگا کہ بھیجا ہوا مال وصول کرنے کا وقت آگیا ورنہ رنجیدہ ہوگا اور اس پر مرنا بہت شاق گزرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روپیہ کا بندہ

باقی صفحہ ۲۹ پر

سن معجزہ شق القمر کا ہے مدینہ سے عیاں ! مہ نے شق ہو کر لیا ہے دین کو آغوش میں

معجزہ شق القمر ـــ چند شبہات اور ان کا جواب

از: عبداللہ نسیم، مدینہ منورہ

مشرکین مکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عصمت کے خود گواہ تھے لیکن آپ کی رسالت کا زبان سے اقرار کرنے پر آمادہ نہ تھے ایک مرتبہ مشرکین مکہ جمع ہو کر آپ کے پاس آئے جن میں ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عاص بن ہشام، اسود بن یغوث، اسود بن مطلب، زمعہ بن الاسود، نضر بن حارث اور اس امت کا فرعون ابوجہل بھی تھا (علیھم اللعنۃ اللہ علیھم)۔ یہ لوگ آ کر کہنے لگے کہ اگر آپ اپنی نبوت و رسالت کے دعوے میں سچے ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھلا دیں آپ نے فرمایا اگر میں ایسا کر دکھاؤں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟ ان سے لوگوں نے کہا ہاں ہم ایمان لے آئیں گے رات کا وقت تھا چودھویں کا چاند مکہ کی پہاڑیوں پر نظر آ رہا تھا اور اس کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ شانہ سے دعا کی کہ وہ یہ معجزہ ظاہر فرمائے جس کا مشرکین نے سوال اٹھایا تھا چنانچہ اللہ کے حکم سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا یہاں تک کہ مکہ والوں نے غار حرا کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ آپ نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا "اشھدوا" "گواہ رہو"۔ مشرکین مکہ حیرت کے عالم میں چاند کو دیکھ رہے تھے کہ وہ دو ٹکڑے ہو چکا ہے اور اپنی آنکھیں ملتے جا رہے تھے کہ کہیں یہ نظر کا فریب تو نہیں ہے۔

مشرکین کی ہٹ دھرمی

یہ چودھویں کی شب تھی جبکہ چاند پورا گول ہوتا ہے کسی قسم کے نظر کے دھوکا کا احتمال نہیں ہوتا تب ان معاندین اور منکرین نے اپنی آنکھوں سے یہ معجزہ دیکھ لیا جس پر خود انہوں نے ایمان لانے کا وعدہ کیا تھا اور اب کوئی حجت ان کے پاس باقی نہ رہی تو ظالم کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے۔

مسافروں کی تصدیق

پھر آپس میں وہ لوگ کہنے لگے کہ باہر سے آنے والے لوگوں سے دریافت کرو کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے انسانوں پر جادو کر دیں اگر ہماری آنکھوں پر جادو کیا ہے تو مسافروں سے پوچھنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ یہ حقیقت تھی یا جادو تھا ہر طرف سے آنے والے مسافروں نے بتایا کہ ہاں ہم نے بھی چاند کے دو ٹکڑے دیکھے تھے مشرکین مکہ پھر بھی ایمان نہ لائے اور کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

اقتربت الساعۃ وانشق القمر ـ وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر (القمر ۱-۲)

ترجمہ:۔ قریب آ لگی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور یہ لوگ جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹال جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے (البدایہ والنھایہ ج ۳ ص ۱۱۸)

چند اشکالات کا جواب

معجزہ شق القمر کا واقع ہونا احادیث صحیحہ متواترہ اور قرآن مجید سے ثابت ہے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ البدایہ والنھایہ میں لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں معجزہ ظاہر ہوا اور یہ بہت سی متواتر احادیث سے ثابت ہے جو مختلف طرق سے مروی ہیں۔ ان روایات سے ہر اس شخص پر اس واقعہ کا قطعی الثبوت ہونا واضح ہو جاتا ہے جو ان سب کا احاطہ کرے اور ان میں غور کرے"

(البدایہ والنھایہ ج ۳ ص ۱۱۸)

ملحدین کی تقلید میں یا مستشرقین سے متاثر ہو کر کوئی جاہل اس معجزہ کا انکار کرے یا شکوک و شبہات ظاہر کرے تو اس کی حماقت اور دین سے نابلد ہونے کی دلیل ہے۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ آیت قرآنیہ کا انکار کفر ہے۔ اس معجزہ کے واقع ہونے کے بارے میں جو اعتراضات کئے جاتے ہیں اور شبہات پیش کئے جاتے ہیں اہل علم نے ان کا جواب دیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فتح الباری میں اس پر کلام کیا ہے ہم ان کی عبارت کا ترجمہ نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں:

"قدماء اہل علم نے بھی ان شبہات کو رد فرمایا ہے اور اشکالات کا جواب دیا ہے ابو اسحاق الزجاج معانی القرآن میں فرماتے ہیں کہ بعض اہل بدعت جو ملت اسلامیہ سے اختلاف رکھتے ہیں انہوں نے اس معجزہ کا انکار کیا ہے حالانکہ عقلاً اس وقوع کے انکار کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ چاند بھی اللہ کی مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ جس طرح چاہیں اپنی مخلوق میں تصرف فرمائیں جیسا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ شانہ اس کو لپیٹ دیں گے اور فنا کر دیں گے نیز بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ بات صرف اہل مکہ کو نہیں بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کو معلوم ہوتی۔ تو اس بات کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ رات کو پیش آیا جبکہ اکثر زمین پر بسنے والے انسان اپنے گھروں کے دروازے بند کر کے سو چکے ہوتے ہیں اور اگر کوئی جاگ بھی رہا ہو تو وہ چاند کی تاک میں نہیں ہوتا۔ لہٰذا کسی نے دیکھ لیا پھر یہ بات بھی ہے جب یہ معجزہ ظاہر ہوا اور چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اس وقت دنیا میں

کہیں دن ہوگا کہیں رات ہوگی کہیں نصف شب ہو چکی ہوگی کہیں صبح کا وقت ہوگا اہل مکہ نے آنے والے مسافروں سے اس لئے پوچھا کہ مسافر رات کو چاند کی روشنی میں چلتے ہیں ظاہر ہے کہ مسافروں نے چاند کو ضرور دیکھا ہوگا۔ چنانچہ آنے والے مسافروں نے یہی بتایا کہ ہم نے چاند کے دو ٹکڑے دیکھے ہیں

(فتح الباری ج ۷ ص ۱۸۵ تا ۱۸۰)

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں "محض استبعاد (بعید جان کر) اور انوکھی بات ہونے کی بنا پر ایسی قطعی الثبوت چیزوں کو رد نہیں کیا جا سکتا بلکہ استبعاد تو اعجاز کے لئے لازم ہے روزمرہ کے معمولی واقعات کو معجزہ کون کہے گا۔"

یہ بات بھی غلط ہے کہ کتب تاریخ میں اس کا ذکر نہیں تاریخ فرشتہ وغیرہ میں اس واقعہ کا ذکر موجود ہے جیسا کہ مولانا عثمانی نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے اور ہندوستان کے مہاراجہ مالیبار کے اسلام کا سبب بھی اسی واقعہ کو بتایا جاتا ہے۔

اہل ایمان کو تو کسی بھی معجزہ کے بارے میں کوئی اشکال نہیں ہوتا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ شانہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کاملہ پر ایمان ہے تو کسی بھی معجزہ کا انکار کرنا یا اس کے واقع ہونے کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کرنا ناممکن ہے البتہ وہ شخص جو ایمان کا صرف زبانی اقرار کرتا ہے جس کا دل حلاوت ایمانی سے خالی ہے وہ اس قسم کے معجزات کا انکار کرتا ہے اور شکوک و شبہات بھی شیطان اس کے دل میں ڈالتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ شانہ نے بار بار اپنی قدرت کو بیان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے

ترجمہ: بے شک اس کا فرمان جب وہ چاہے کسی چیز کا پیدا کرنا یہی ہے کہ اس کو فرما دے ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں حکومت ہے ہر شے کی اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (یٰسین ۸۳-۸۲)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ شانہ کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی آسمانوں میں اور نہ زمین میں بے شک وہ جاننے والا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے (فاطر ۴۴) اصحاب فیل کی ہلاکت کا واقعہ ہو یا شق قمر کا معجزہ ہو ایسے واقعات و معجزات کا انکار وہی کرتا ہے جو ان آیات پر ایمان نہیں رکھتا اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شک کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے گمراہوں کو ہدایت دے۔ آمین

OOO

چاند ہوتا ہے شق اشارے سے

ماہ طیبہ

علامہ طالوت ملتانی

ماہِ طیبہ فلک جناب ہوا ۔۔۔ جس کا جبریل ہم رکاب ہوا
حسنِ مخفی جو بے نقاب ہوا ۔۔۔ عشق کا ذوق کامیاب ہوا
جب جہاں میں وہ فتحیاب ہوا ۔۔۔ وجہِ تسکینِ اضطراب ہوا
امنِ عالم کا دے گیا پیغام ۔۔۔ دافعِ رنجِ شیخ و شاب ہوا
چاند ہوتا ہے شق اشارے سے ۔۔۔ وہ جو آئے تو انقلاب ہوا
خاتم المرسلین کے عہدے پر ۔۔۔ میرے مولا کا انتخاب ہوا
بوالحکم سے وہ ہوگیا بوجہل ۔۔۔ ان کے دشمن پہ جب عتاب ہوا
خود بخود آ گئے تصوریں، ۔۔۔ مجھ کو جب بھی کچھ اضطراب ہوا
ان کا نام آگیا مرے آڑے ۔۔۔ مجھ سے محشر میں جب حساب ہوا

نعتِ پیغمبرِ زماں کے طفیل
آج ذرہ بھی آفتاب ہوا

ملتِ اسلامیہ ہی آخری آسمانی پیغام کی حامل ایک

بڑی اُمّت اور انسانیت کی مرکزِ امید ہے

از: حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ

ایک مثالی رہنما اُمّت کی ضرورت

بڑی باتوں کی طرح انسانی تاریخ اور علم النفس اور علم الاخلاق پوری تائید کرتے ہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ بلند ترین مقاصد، شریفانہ تعلیمات اور عمل کے اعلیٰ ترین نمونے اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتے اور اگر قائم ہو بھی جائیں تو دائم و باقی نہیں رہ سکتے جب تک کہ ان کی پشت پر ایک انسانی جماعت (بلکہ صحیح الفاظ میں ایک ایسی امت) نہ ہو جو اس دعوت و تحریک کی علمبردار اس کے راستہ میں جدوجہد و جہاد کرنے والی اور اس کا عملی نمونہ ہو۔

اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض انبیاء علیہم السلام (یہ جائیکہ مصلحین و معلمین اخلاق اور حکمائے کبار) کی تعلیمات بھی اس وجہ سے زیادہ مدت تک باقی نہیں رہیں کہ ان کے پیچھے کوئی اُمت یعنی جوان کے پیغام کی ذمہ داری سنبھالتی۔ اس راستہ میں جاں نثاری کرتی، اور اپنی زندگی، اپنے تمدن اور حکومت و معاشرہ کے ذریعہ ان کا عملی نمونہ پیش کرتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جن علاقوں میں وہ بھیجے گئے تھے۔ وہاں کی زندگی ایک ایسے آبِ رواں کی طرح بن کر رہ گئی جس کی سطح ایک ہوتی ہے اور وہ اقوام و قبائل جانوروں کے اس ریوڑ کی طرح ہو گئے جن کا کوئی نگران و نگہبان نہ ہو۔

منتخب و مامور اُمّت!

جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری رسول اور خاتم النبیین ہوں اور آپؐ کے بعد نہ کوئی اور نبی آئے اور نہ کوئی اور کتاب نازل ہو تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو اس خطرہ سے محفوظ کر دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک پوری امت کو بھی مبعوث کیا۔ گویا بعثت محمدیہ دُہری بعثت تھی جس میں نبی کی بعثت امت کی بعثت کے ساتھ شامل تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کی ایسی تعریف کی ہے (جو نبوت کے بغیر) کسی مبعوث اور مامور من اللہ ہی کی ہو سکتی ہے۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ (آل عمران۔ ۱۱۰)

"تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔"

دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیداً۔ (بقرہ ۱۴۳)

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک امت عادل بنا دیا ہے تاکہ تم گواہ رہو لوگوں پر اور رسول گواہ رہیں تم پر۔"

حدیث نبوی میں بھی اسی طرح کے الفاظ آئے ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے فرمایا۔

انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین

"تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو نہ کہ تنگی پیدا کرنے والے۔"

بعثت و دعوت کی ذمہ داری اور اپنی ماموریت و مسئولیت کا یہ شعور و احساس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام رحمہم اللہ کے دلوں میں اس وقت بھی موجزن تھا۔ جب ایرانی قائد جنگ رستم نے سیدنا ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ سے (جنہیں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رستم کی طلب پر اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا) یہ پوچھا کہ تمہارے یہاں آنے کا محرک و مقصد کیا ہے؟ تو انہوں نے بے ساختہ اور فی البدیہ جواب دیا کہ:-

اللہ ابتعثنا لنخرج من شاء من عبادۃ العباد الی عبادۃ اللہ وحدہ ومن ضیق الدنیا الی سعتھا، ومن جور الادیان الی عدل الاسلام

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لیے بھیجا ہے کہ ہم جس کو وہ چاہے بندوں کی بندگی سے نکال کر ایک خدا کی بندگی پر آمادہ کریں اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف، اور مذاہب کے ظلم سے بچا کر اسلام کے سایۂ عدل میں لائیں۔"

تمدن و معاشرہ کی سطح پر صالح انقلاب کی ضرورت

اس انداز نظر نے انسانیت کے مستقبل کو بہت متاثر کیا۔ اور یہ لوگوں کے لیے مذاہب و تحریکات اور رجحانات کی تاریخ میں ایک نئے تجربہ کی حیثیت رکھتا تھا جس نے تاریخ میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اس لیے کہ چھٹی صدی مسیحی کی عالمی صورت حال (جو تقریباً ہر زمانہ میں رہی ہے) ایسی نہ تھی کہ اس پر چند صالح افراد اثر انداز ہوتے چنانچہ قرآن مجید ضلالت و غضب کے شکار یہودیوں کے درمیان بھی کچھ صالح افراد کی موجودگی کی گواہی دیتا ہے۔

لیسوا سواءً من اھل الکتٰب امۃ قائمۃ یتلون اٰیٰت اللہ اٰناء الیل وھم یسجدون ۝ یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرٰت واولٰئک من الصٰلحین ۝ (آل عمران ۱۱۳-۱۱۴)

"وہ سب (اہل کتاب) یکساں نہیں ہیں (ان اہل کتاب میں) ایک جماعت قائم ہے۔ یہ لوگ اللہ کی آیتوں کو اوقات شب میں پڑھتے ہیں اور سجدہ

کرتے ہیں، یہ انصار قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں اور اچھی باتوں کی طرف دوڑتے ہیں، یہی لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں۔

مگر ان صالح افراد کا انفرادی معاشرہ اور انسانی عمل پر کوئی اثر نہ تھا کیونکہ وہ صرف چند افراد تھے اور قوم میں افراط کو خاطر میں نہیں لاتے۔ چنانچہ ہر دور و دیار میں ایسے صالح افراد رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اپنے پاکیزہ خیال و اخلاق اور عبادات میں دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں لیکن جو خلا اور مستور دوں اور نسلوں اور تمدن معاشرہ کی سطح پر ہو وہ اس وقت تک پُر نہیں ہو سکتا جب تک وہ خیر و صلاح، اسوۂ حسنہ اور عملی نمونہ بھی امت اور انسانی معاشرے کی سطح کا نہ ہو جو بہترین نبوی تعلیمات بشریفا نا صول اخلاق اور رضائی انفرادی و اجتماعی عمل کی نمائندگی حکومت و سیاست، تجارت و معاملت انفرادی و اجتماعی زندگی، افراد و جماعتوں کے ساتھ برتاؤ اور قوموں اور حکومتوں کے ساتھ معاملات رضامندی و ناراضگی، صلح و جنگ، فقر و غنا، ہر حالت اور ہر صورت میں کرتا ہو اور اس امت و جماعت کی عام علامت اور ممتاز خصوصیت نہ بن چکا ہو۔

صحابہ کرامؓ اور وہ مبارک لوگ جنہوں نے گہوارۂ نبوت میں پرورش اور مدرسۂ ایمان و قرآن میں تربیت پائی تھی، انہی مذکورہ علامت و خصوصیات کے مالک تھے۔

ایک انصاف پسند اور تاریخ عالم سے واقف مغربی اہل علم نے اس طبقہ کی بڑی کامیاب تصویر پیش کی ہے اور ان کی نمایاں و مشترک خصوصیت کی طرف اشارہ کیا ہے جو نبوت کا باغ تازہ اور قرآن کی فصل بہار کہلانے کا مستحق ہے۔ جرمن فاضل کا ئتانی (CAETANI) اپنی کتاب "سنین اسلام" میں لکھتا ہے

"یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اخلاق وراثت کے سچے نمائندے مستقبل میں اسلام کے مبلغ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا رسیدہ لوگوں تک جو تعلیمات پہنچائی تھیں ان کے امین تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل قربت اور ان سے محبت نے ان لوگوں کو فکر و جذبات کے ایک ایسے عالم میں پہنچا دیا تھا جس سے اعلیٰ اور متمدن ماحول کسی نے دیکھا نہیں تھا۔

درحقیقت ان لوگوں میں ہر لحاظ سے بہترین تغیر ہوا تھا اور بعد میں انہوں نے جنگ کے مواقع پر مشکل ترین حالات میں اس بات کی شہادت پیش کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے افکار کی تخم ریزی زرخیز زمین میں کی گئی تھی جس سے بہترین صلاحیتوں کے انسان وجود میں آئے۔ یہ لوگ مقدس صحیفہ کے امین اور اس کے حافظ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو لفظ یا حکم انہیں پہنچا تھا اس کے زبردست محافظ تھے۔

یہ تھے اسلام کے قابل احترام پیش رو جنہوں نے مسلم سوسائٹی کے اولین فقہاء، علماء اور محدثین کو جنم دیا۔

احتساب کائنات

اُمت اسلامیہ پر عالمی نگرانی، اخلاق و رجحانات انفرادی و بین الاقوامی طرز عمل کے احتساب انصاف کے قیام، شہادت حق، امر معروف و نہی منکر کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے اور اس کو قیامت کے دن اس ذمہ داری کی ادائیگی میں کوتاہی پر جواب دہ بنایا گیا ہے۔

یاایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین للّٰہ شھدآء بالقسط، ولا یجرمنکم شناٰن قوم علٰی الا تعدلوا، اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی، واتقوا اللّٰہ، ان اللّٰہ خبیر بما تعملون۔ (المائدہ۔ ۸)

"اے ایمان والو! اللہ کے لیے پوری پابندی کرنے والے اور عدل کے ساتھ شہادت دینے والے رہو اور کسی جماعت کی دشمنی تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کے ساتھ انصاف ہی نہ کرو۔ انصاف کرتے رہو کہ وہ تقویٰ سے بہت قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ کو اس کی (پوری) خبر ہے کہ تم کیا کرتے رہتے ہو۔"

اور اس امت کو اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی پر تنبیہ کی گئی ہے جس کے نتیجے میں انسانیت مصیبت و مشکل میں پھنس سکتی ہے۔۔ اور روئے زمین پر فتنہ و فساد اور انارکی پھیل سکتی ہے چنانچہ اس چھوٹے سے انسانی مجموعہ کو (جو مدینہ کی ابتدائی زندگی میں تھا اور جس کی تعداد چند سو سے زائد نہیں تھی) مخاطب کرتے ہوئے اور اسے دعوت و عقیدہ کی بنیاد پر اسلامی اخوت قائم کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر۔ (الانفال۔ ۷۳)

"اگر یہ نہ کروگے تو زمین میں (بڑا) فتنہ اور بڑا فساد پھیل جائے گا۔"

پھر کیا آج کی ملت اسلامیہ اس کی مخاطب نہیں جس سے معمورۂ عالم آباد ہے اور جو بڑی بڑی حکومتیں اور افرادی طاقت رکھتی ہے؟ جب وہ اپنے قائدانہ و داعیانہ منصب و مقام کو خالی چھوڑ دے گی اور اپنی اجتماعی ذمہ داری (اخلاق نگرانی اور رجحانات کے احتساب، مظلوم کی حمایت اور ظالم کی مذمت و سرزنش) سے منہ موڑے گی تو دنیا پر اس بڑی کوتاہی اور خطرناک غلطی کا کیا بُرا اثر پڑے گا۔

قرآن اس اُمت کو اس کے داعیانہ و قائدانہ مقام، اصلاح کی ذمہ داری اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی مسئولیت کی یاد گزشتہ اقوام کا حوالہ دیتے ہوئے اور اس کے شعور و احساس کو بیدار کرتے ہوئے دلاتا ہے۔

فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیۃ ینھون عن الفساد فی الارض الا قلیلا ممن انجینا منھم، واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیہ وکانوا مجرمین۔ (ہود۔ ۱۱۶)

"پس کاش تمہارے پیشتر کی امتوں سے ایسے باشعور لوگ ہوتے جو منع کرتے ملک میں فساد (پھیلانے) سے بجز چند لوگوں کے جن کو ہم نے ان میں سے بچا لیا تھا اور جو لوگ (اپنی جانوں پر) ظلم کرنے والے تھے، وہ جس ناز و نعمت میں تھے اسی کے پیچھے پڑے رہے اور (عادی) مجرم ہوگئے۔"

شاعر اسلام ڈاکٹر محمد اقبال نے اس حقیقت کو اپنی نظم "ابلیس کی مجلس شوریٰ" میں بڑی خوبی سے پیش کیا ہے۔ صدر مجلس ابلیس کی زبان سے اس خطرہ کی نشان دہی کی ہے جو مسلمانوں کے وجود، ان کی بیداری اور ان کی عالمی ذمہ داری سے ابلیسی نظام کو درپیش ہے۔ چنانچہ ابلیس اپنے مشیروں سے کہتا ہے

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسم شش جہات

باقی ص ۲۲ پر

جھوٹے مدعیانِ نبوت کے خلاف اُمتِ محمدیہ کا پہلا جہاد

جنگِ یمامہ

یمامہ کے جذبے اور ولولے شمعِ ختمِ نبوت کے پروانوں کیلئے رہتی دُنیا تک نمونہ عمل رہیں گے

تحقیق و تحریر: جناب الطاف علی قریشی

جنگِ یمامہ شروع شوال ۱۱ ہجری (دسمبر ۶۳۲ء) میں ہوئی اور شروع ہونے سے پہلے مسیلمہ کا لڑکا بنی حنیفہ کی صفوں میں پھر کر اپنے آتشیں کلام سے ان کی غیرت و حمیت کی آگ بھڑکاتے ہوئے کہتا پھر رہا تھا کہ "اے بنو حنیفہ آج تمہاری غیرت کا امتحان ہے۔ اگر تم شکست کھا گئے تو تمہارے پیچھے تمہاری لڑکیاں لونڈیاں بنالی جائیں گی اور ان کے نکاح زبردستی دوسرے لوگوں سے کر دیئے جائیں گے اس لیے اپنے حسب و نسب کی خاطر مسلمانوں سے جنگ کرو اور اپنی عورتوں کی عزت بچاؤ۔"

حضرت خالدؓ کے ماتحت عرب کے مشہور شہسوار تھے۔ زید بن الخطابؓ، عبداللہ بن عمرؓ، ابو دجانہؓ جنہوں نے جنگِ اُحد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیروں اور تلواروں کی زد سے اپنی پشت پر سنبھالا، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ، معاویہؓ بن سفیان، اُم عمارہؓ جو جنگِ اُحد میں رسولؐ اللہ کے ساتھ جنگ میں شریک تھیں۔

حضرت خالدؓ نے فوج کو حملے کا حکم دیا تو وہ اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ دشمن کی طرف بڑھے۔ قلب اور دونوں بازو یکبار دشمن پر ٹوٹ پڑے اور گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔ جو شخص بھی خالدؓ کی زد میں آیا بچ کر نہ جا سکا لیکن بنو حنیفہ اپنی جگہ ڈٹے رہے اور بڑی بے جگری سے مقابلہ کرتے رہے۔ کچھ دیر بعد مسلم لشکر میں کمزوری کے نشان ظاہر ہونے لگے اور حقیقت یہ ہے اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ مہاجرین و انصار اور بدویوں میں یہ بحث چھڑ گئی تھی کہ دونوں فریقوں میں کون بہادر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صفوں میں افتراق ظاہر ہونے لگا اور مسلمان بنی حنیفہ کے مقابلے میں ثابت قدم نہ رہ سکے اور پیچھے ہٹنے لگے۔ مسیلمہ نے یہ کمزوری دیکھ کر اپنی فوج کو دفاع کی بجائے حملے کا حکم دے دیا۔ دشمن کے دباؤ کے باعث اسلامی لشکر کے قدم لڑکھڑا گئے اور یہ پسپائی بھگدڑ میں تبدیل ہوگئی اور کچھ دستوں نے راہِ فرار اختیار کی۔ اسلامی لشکر پیچھے ہٹتے ہٹتے اپنے کیمپ سے بھی پیچھے ہٹ گئی اور دشمن کی فوج کیمپ میں گھس گئی جہاں حضرت خالدؓ کے کیمپ کے ساتھ لیلیٰ ام تمیم کا کیمپ تھا جس میں مجاعہ بیڑیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ ایک آدمی نے لیلیٰ کو قتل کرنے کے لیے تلوار اٹھائی لیکن مجاعہ چیخ پڑا: "ٹھہر جاؤ! میں اُسے امان دیتا ہوں۔ تم اُسے چھوڑ دو اور مردوں سے لڑو۔" دشمن کے سپاہیوں نے خیمے کی رسیاں کاٹ ڈالیں اور خیمے کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا لیکن مجاعہ کو آزاد نہ کیا بلکہ اس امید پر کہ وہ ابھی مسلمانوں پر فتح یاب ہو کر واپس آ جائیں گے چنانچہ اسے بیڑیوں میں جکڑا چھوڑ گئے۔

دشمن کی فوج نے کیمپ کو لوٹنا شروع کر دیا اور جو چیز جس کے ہاتھ میں آئی وہ اٹھا لے گیا۔ انہوں نے ہر چیز کو تہس نہس کر دیا حتیٰ کہ خیموں کی رسیاں تک کاٹ ڈالیں لیکن جلد ہی دشمن فوج عقرباء کے میدان کی طرف واپس لوٹ گئی کیونکہ مسلم لشکر ہٹتے ہٹتے پھر منظم ہو چکا تھا اور دوبارہ مسیلمہ کے لشکر پر حملے کی تیاریوں میں مشغول تھا۔ حضرت خالدؓ نے پھر دوبارہ دستوں کو قبائلی طریقہ پر ترتیب دی تاکہ ہر ایک قبیلہ کی کارگزاری خود دیکھیں۔ پھر خالدؓ نے دوسرے سرداروں کی صفوں کا چکر لگایا اور مسلمانوں کو غیرت دلائی کہ جھوٹے نبی کے آگے ہمت ہارنا اپنی ذلت کو قبول کرنے کے برابر ہے چنانچہ مجاہدین نے قسم کھا کر یقین دلایا کہ جان توڑ کر لڑیں گے اور اگر ضرورت ہوا تو دانتوں تک سے کام لیں گے۔

حضرت خالدؓ نے پھر چند جنگجو چنے اور انہیں اپنا باڈی گارڈ بنایا اور اپنے فوجیوں کو ذاتی مثال دیتے ہوئے گھمسان کی جنگ میں خود کودنے کا عزم کیا اور اپنے باڈی گارڈوں کو حکم دیا کہ وہ ان کے پیچھے نگرانی کا کام کریں۔ دوبارہ صف بندی کے بعد حضرت خالدؓ نے فوج کو عقرباء کے میدان میں بڑھنے کا حکم دیا اور اس دفعہ بھوکے شیروں کی طرح کود پڑے۔ ادھر مسیلمہ نے پھر دفاعی جنگ کو بہتر سمجھا تاکہ جب مسلمانوں کے حملے کا زور ٹوٹ جائے گا تو پھر وہ اپنے لشکر کو بھرپور حملے کا حکم دے گا اور اسے یقین تھا کہ وہ پھر اسی طرح مسلمانوں کو پسپا کر کے تہس نہس کر دے گا۔

تاریخ طبری جلد دوم میں عبید بن عمیر سے مذکور ہے کہ اس جنگ میں نہار الرجال جن کو خلیفہ حضرت عمرؓ کے بڑے بھائی حضرت زید بن الخطابؓ کے مقابل تھا۔ جب معرکہ شروع ہوا اور دونوں نے صف بندی کی تو زیدؓ نے کہا رجال اللہ سے ڈرو۔ تم نے بخدا مذہب ترک کر دیا ہے اور اب میں جس بات کی تم کو دعوت دینا چاہتا ہوں اس میں تمہارے لیے دین و دنیا کی بھلائی ہے مگر رجال نہ مانا۔ آخر دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار سے حملہ کیا اور رجال مارا گیا۔ اس کے قتل سے فتنہ مسیلمہ کے سب سے بڑے سرغنہ کا خاتمہ ہوگیا۔

انصار کے ایک سردار حضرت ثابتؓ بن قیس جوش میں للکارتے ہوئے تلوار سونت کر دشمن میں گھس گئے اور اس بے جگری سے لڑتے رہے کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں زخم نہ لگے ہوں۔ آخر اسی طرح لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ مشہور صحابی حضرت انسؓ بن مالک کے بھائی براءؓ بن عازب اُن صنادید عرب میں تھے جو پیٹھ دکھانا نہ جانتے تھے۔ جب انہوں نے مسلمانوں کے قدم پیچھے ہٹتے دیکھے تو وہ تیزی سے کود کر اُن کے سامنے آ گئے اور چیخ کر کہا۔ مسلمانو! میں براء بن مالک ہوں۔ میری پیروی کرو۔ اسی وقت ایک جماعت ان کے ساتھ ہو گئی۔ وہ انہیں لے کر دشمن

کے مقابلے میں آ گئے اور اس بہادری سے لڑے کہ دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔

حضرت ابو حذیفہؓ پکار کر کہہ رہے تھے "اے اہل قرآن اپنے افعال کے ذریعے قرآن کو عزت بخشو اور پھر دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ مہاجرین کا علم اس کے بعد ان کے آزاد کردہ غلام سالم کے ہاتھ میں تھا ایک شخص نے اس پر نکتہ چینی کی اور کہا "ہم کو تمہاری طرف سے اندیشہ ہے اس لیے ہم کسی دوسرے کو علم بردار بنائیں گے۔ بولے اگر میں بزدلی دکھاؤں تو میں سب سے زیادہ بدبخت حامل قرآن ہوں۔ یہ کہہ کر نہایت جوش سے حملہ آور ہوئے۔ درحقیقت انھوں نے اپنے کو بہترین حامل قرآن ثابت کیا جب اثنائے جنگ میں ان کا داہنا ہاتھ قلم ہوا۔ تو بائیں ہاتھ نے تھام لیا وہ بھی کٹ گیا تو دونوں بازوؤں نے حلقہ میں لے کر لوائے توحید کو سینے سے چمٹا دیا۔ آخر زخموں سے چور چور گرے تو کہا ابو حذیفہؓ نے کیا کیا۔ لوگوں نے کہا شہید ہوئے پھر بولے اس شخص نے کیا کیا جس نے مجھ سے اندیشہ ظاہر کیا تھا جواب دیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ فرمایا مجھے ان دونوں کے درمیان دفن کرنا۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ جنگ میں مسلمانوں کے پاؤں پیچھے پڑنے لگے تو حضرت سالمؓ نے کہا: "افسوس رسول اللہ کے ساتھ ہمارا یہ حال نہ تھا: وہ اپنے لیے ایک گڑھا کھود کر اس میں کھڑے ہو گئے اور علم سنبھالے ہوئے آخری لمحۂ حیات تک جانبازانہ شجاعت کے جوہر دکھاتے رہے۔ اختتام جنگ کے بعد دیکھا گیا تو اس شہید ملت کا سر اپنے منہ بولے باپ حضرت ابو حذیفہؓ کے پاؤں پر تھا۔ اسی طرح حضرت عمارؓ بن یاسر جن کی عمر اس وقت ۷۰ سال تھی۔ اس جوش سے لڑ رہے تھے کہ ان کا ایک کان شہید ہو گیا۔ وہ سامنے زمین پر پھڑک رہے تھے لیکن بے پروائی سے حملے پہ حملے کر رہے تھے اور جس طرف رخ کرتے تھے صفوں کی صفیں تہ و بالا کر دیتے تھے۔ مسلمانوں کے پاؤں پیچھے پڑتے دیکھ کر انھوں نے ایک بلند چٹان پر کھڑے ہو کر للکارا اے گروہ مسلمان کیا جنت سے بھاگ رہے ہو؟ میں عمارؓ بن یاسر ہوں۔ میرے پاس آؤ۔ اس صدائے ہمت کا کام کیا اور جنت کے شیدائی سنبھل کر ٹوٹ پڑے۔ بہادروں کے اس جوش ایمان کا اثر یہ ہوا کہ مسلمانوں میں جانبازی کی لہر دوڑ گئی اور وہ اس سرفروشی سے لڑنے لگے کہ مسیلمہ کے لشکر کو اس کی پہلی جگہ پر دھکیل دیا۔

عین لڑائی کے دوران یہ اتفاق ہوا کہ سخت آندھی آ گئی اور ریت اڑ اڑ کر مسلمانوں کے چہروں پر پڑنے لگی۔ چند لوگوں نے اس پریشانی کا ذکر حضرت زید بن الخطابؓ سے کیا اور پوچھا کہ اب کیا کریں۔ انھوں نے جواب دیا کہ واللہ میں آج کے دن اس وقت تک کسی سے بات نہیں کروں گا جب تک دشمن کو شکست نہ دے لوں، اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا نہ فرمائے۔ اے لوگو! آندھی سے بچاؤ کی خاطر اپنی نظریں نیچی کر لو اور ثابت قدم رہ کر لڑو۔ یہ کہہ کر تلوار سونت لی اور اپنے دستے کو لے کر دشمنوں کی صفوں میں گھس کر اس بے جگری سے لڑتے رہے کہ زخموں سے چکنا چور ہو گئے۔ اور آخر کار جام شہادت نوش کیا۔

لڑائی اس شدت سے جاری تھی کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ مسلمان بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے اور بنو حنیفہ بھی ڈٹ کر مقابلہ کر رہے تھے اور مسلمانوں کی عظیم بہادری ذاتی شجاعت اور تیر و تفنگ کے بہترین استعمال کا جواب اپنی کثرت تعداد سے دے رہے تھے۔ دو گھاٹیوں کے درمیان ایک گلی میں اس قدر خونریز لڑائی ہوئی اور دشمن کا اس قدر خون بہا کہ اس کا نام شعیب الدم پڑ گیا لیکن لڑائی کے اختتام کے ابھی کوئی آثار نہ تھے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ بڑے غور سے میدان جنگ کا جائزہ لے رہے تھے۔ انھیں اپنی فتح کا یقین تو تھا لیکن چاہتے تھے کہ فتح کا حصول حتی الامکان جلد ہو جائے۔ انھوں نے دیکھا کہ بنو حنیفہ کے گروہ کٹ کٹ کر گر رہے ہیں اور اپنی حفاظت میں موت کی پرواہ بھی نہیں کرتے چنانچہ انھوں نے فیصلہ کیا کہ جس قدر جلد ہو سکے مسیلمہ کو قتل کر دینا چاہیے۔ مسیلمہ حضرت خالدؓ کے مقابل تو ضرور تھا لیکن وہ سامنے آنے سے کتراتا رہا وہ اپنے فدائین کے گھیرے میں محفوظ تھا اور اسے اس گھیرے سے باہر لانا ضروری تھا چنانچہ حضرت خالدؓ دشمن کے جوانوں کو پے در پے قتل کرتے ہوئے مسیلمہ کے سامنے جا پہنچے۔

تاریخ طبری جلد دوم میں مذکور ہے کہ مسیلمہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ سے فرمایا تھا کہ ایک شیطان مسیلمہ کے تابع ہے اور جب مسیلمہ اس کے پاس ہوتا ہے تو اس کے منہ سے اس قدر جھاگ جاری ہوتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے اس کے دونوں جبڑوں میں ناسور ہے اور جب مسیلمہ کوئی بھی بھلی بات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ شیطان اُسے روک دیتا ہے لہذا اگر کبھی تم کو اس کے خلاف موقع مل جائے تو ہرگز اس کو ہاتھ سے جانے نہ دینا۔

حضرت خالدؓ نے مسیلمہ کو بات چیت کے لیے بلایا جب وہ راضی ہو گیا جب وہ حضرت خالدؓ کے مقابل چند گز کے فاصلے پر آیا تو حضرت خالدؓ نے اُسے پوچھا کہ اگر ہم مشروط صلح کر لیں تو تمہاری شرطیں کیا ہوں گی مسیلمہ نے اپنا سر ایک طرف پھیرا جیسے وہ کسی غائبانہ ہستی کی بات سن رہا ہے کیونکہ اس کے الہام کا طریقہ ایسے ہی ہوا کرتا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت خالدؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد آ گیا کہ مسیلمہ کبھی اکیلا نہیں ہوتا بلکہ اس کے شیطان ہمیشہ اس کے ہمراہ ہوتے ہیں جن کی وہ کبھی نافرمانی نہیں کرتا اور اس کے شیطان نے کسی بھی صلح کی شرط کو ماننے سے انکار کر دیا اور اس کو اپنے سر کی جنبش سے ظاہر کیا حضرت خالدؓ ایسے موقع کی تلاش میں تھے کہ وہ ذرا غافل ہو تو اس پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیں چنانچہ انھوں نے اس سے دوسرا سوال کیا لیکن مسیلمہ حضرت خالدؓ سے بھی زیادہ پھرتیلا نکلا اور بھاگ کر اپنے فدائیوں کے حلقے میں جا چھپا۔ مسیلمہ کے اس فرار نے اُسے مزید چند گھنٹوں کی زندگی تو ضرور بخش دی لیکن اس کی قوم کے حوصلے یہ دیکھ کر پست ہو گئے۔ اُن کا اپنا نبی موت سے ڈر کر بڑی بزدلی کے ساتھ خالدؓ کے آگے بھاگ نکلا ہے۔

جیت کو دیکھا تو ایک لمحے کے لیے ٹھٹک گئے لیکن پھر اللہ کا نام لے کر باغ کے دروازے کے سامنے کود پڑے اور دشمنوں سے لڑتے بھڑتے بیسیوں کو قتل کرتے ہوئے کمال ہوشیاری اور پھرتی سے باغ کا دروازہ کھول دیا۔

مسلمان باہر دروازے کے کھلنے کے منتظر تھے۔ جونہی دروازہ کھلا وہ تلواریں سونت کر باغ میں داخل ہو گئے اور دشمنوں کو بے دریغ قتل کرنے لگے۔ بنی حنیفہ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن مسلمانوں کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ گئی۔ ادھر باہر نکلنے کا راستہ بھی مسلمانوں نے روک رکھا تھا۔ طرفین کے کثیر آدمی اس معرکہ میں قتل ہوئے لیکن بنو حنیفہ کے مقتولین کی تعداد بے حساب تھی۔ مسیلمہ خود بھی تلوار ہاتھ میں لئے لڑتا رہا۔ وہ ایک بہادر اور چالاک جنگجو تھا اور غیض کی حالت میں اس کے منہ سے جھاگ بہہ نکلتی اور اس کی شکل

ایک مہیب اور بدصورت بھوت کی طرح ہوگئی۔ دشمن کی لاشیں ایک دوسرے پر گری پڑی تھیں اور خون سے تمام مٹی اور گرد رنگین ہوگئی تھی۔ حضرت جبیرؓ بن مطعم کے آزاد کردہ حبشی غلام وحشی جس نے جنگ اُحد میں بحالت کفر حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا اور جو فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوگیا تھا۔ اس موقع پر موجود تھا اور اس موقع کی تاک میں تھا کہ جونہی مسیلمہ اس کے نیزے کی زد میں آئے تو وہ اس پر اپنا وار کرے۔

ادھر جنگ اُحد کی مشہور خاتون ام عمارہؓ بھی مردانہ وار لڑ رہی تھی۔ گو ان پر اب بڑھاپے کے آثار تھے لیکن وہ اپنے لڑکے کے ہمراہ لڑائی میں مشغول تھیں۔ وہ مسیلمہ کی طرف بڑھی تو ایک مرتد نے ان پر حملہ کر کے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ ان کا لڑکا فوراً مدد کے لیے آ پہنچا۔ اس نے مرتد کو قتل کر کے اپنی والدہ کو محفوظ مقام پر پہنچایا۔ جونہی وحشی نے مسیلمہ کو اپنی زد میں لے کر اس پر نیزہ پھینکا تو اُدھر حضرت ابو دجانہؓ جو جنگ احد میں اپنے جسم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈھال بن گئے تھے۔ تلوار لیے ہوئے مسیلمہ پر بڑھے۔ وحشی کا نیزہ مسیلمہ کے پیٹ میں گھس گیا اور آر پار نکل گیا اور اسی لمحے حضرت ابو دجانہؓ بھی جست لگا کر مسیلمہ پر جھپٹے اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور وہ جب اس کے قتل کا اعلان کرتے ہوئے پکارے تو ایک مرتد نے انھیں تلوار کے وار سے شہید کر دیا ہے۔ جلد ہی یہ خبر تمام باغ میں پھیل گئی اور بنو حنیفہ کی ہمتوں نے جواب دے دیا۔ مسلمانوں نے ان کا بے تحاشا قتل شروع کر دیا۔ جرب میں اس حضرت خالدؓ کو اس کارروائی سے اسلامی لشکر میں ایک نیا ولولہ اور جوش پیدا ہوگیا۔ اس موقع پر حضرت خالدؓ نے عام حملے کا حکم دے دیا۔ مسلمانوں کا یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ جلد ہی بنو حنیفہ کی صفوں میں انتشار پیدا ہونے لگا۔ اس وقت انھوں نے پکار کر مسیلمہ سے پوچھا: "آپ کے وہ وعدے جو فتح کے متعلق آپ نے ہم سے کیے تھے کہاں گئے۔ اس انتشار کے بعد جب دشمن کی فوج میں بھگدڑ پھیل گئی تو مسیلمہ نے بھی فرار کا ارادہ کر لیا اور پیٹھ پھیرتے ہوئے اپنے فوجیوں سے کہا "اپنے حسب و نسب کی خاطر لڑتے رہو۔ یہ موقع اب ایسی باتیں دریافت کرنے کا نہیں۔" دائیں بازو کے سردار محکم بن طفیل نے جب مسیلمہ کے فرار کے بعد اپنی بھاگتی ہوئی فوج کو بے دریغ قتل ہوتے دیکھا تو اس نے چلا کر انہیں باغ میں پناہ لینے کے لیے پکارا اور راستے میں انھیں تعاقب سے بچانے کا ذمہ لیا۔ یہ باغ جسے "حدیقۃ الرحمان" کہا جاتا تھا، میدان جنگ کے قریب ہی تھا اور مسیلمہ کی ملکیت تھا۔ یہ طویل اور عریض تھا اور قلعے کی طرح اس کے چاروں طرف بلند دیواریں تھیں۔ محکم بن طفیل کی آواز سن کر مسیلمہ کے ساتھیوں نے اس کی طرف بھاگنا شروع کر دیا جبکہ مسیلمہ پہلے ہی اس میں داخل ہو چکا تھا۔ اس بھگدڑ میں صرف چوتھائی فوج ہی باغ میں پہنچنے کے قابل ہو سکی اور محکم ایک دستے کے ساتھ انہیں مسلمانوں کی یلغار سے بچاتا رہا۔ باقی فوج کے بیشتر حصے کا مسلمانوں نے صفایا کر دیا اور خود محکم بن طفیل لڑتے لڑتے حضرت عبدالرحمنؓ بن ابوبکرؓ کے تیر سے گھائل ہوگیا۔ تقریباً سات ہزار آدمی مسیلمہ سمیت باغ میں داخل ہوئے۔

مسیلمہ اور اس کی باقیماندہ قوم باغ میں پناہ گزین ہو چکی تھی۔ مسلمانوں نے باغ کا محاصرہ کر کے اس کے چاروں طرف پڑاؤ ڈالا۔ اور کسی ایسی جگہ کی تلاش کرنے لگے جہاں سے باغ میں گھس کر اس کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو سکیں لیکن انہیں کوئی ایسی جگہ نہ مل سکی۔ آخر براءؓ بن مالک نے کہا کہ مسلمانو اب صرف ایک ہی راستہ رہ گیا ہے کہ تم مجھے اٹھا کر باغ کے اندر پھینک دو۔ اور میں اندر سے کود کر دروازہ کھول دوں گا۔ مسلمانوں نے اس کو گوارہ نہ کیا لیکن براءؓ بن مالک برابر اصرار کرتے رہے اور کہا "میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے باغ کے اندر پھینک دو۔" آخر مجبور ہو کر مسلمانوں نے انہیں باغ کی دیوار پر چڑھا دیا لیکن جب انھوں نے دشمن کی زبردست وقت حقیقی جنگیں ہوئی تھیں یمامہ سے بڑھ کر کسی جنگ میں اتنی خونریزی نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے حدیقۃ الرحمان کا نام "حدیقۃ الموت" پڑ گیا۔

جب باغ کا معرکہ ختم ہوگیا تو حضرت خالدؓ اپنے خیمے سے مجاعہ کو جو بیڑیاں پہنے ہوئے تھا ساتھ لے کر میدان میں آئے کہ وہ مقتولین کو دیکھ کر بتائے کہ ان میں سے مسیلمہ کون ہے؟ چنانچہ ایک ایک مقتول کا چہرہ اس کی شناخت کے لیے کھولا جاتا تھا۔ اس طرح گزرتے ہوئے حضرت خالدؓ محکم بن الطفیل کی نعش پر آئے جو ایک نہایت قدآور، وجیہ اور تنومند آدمی تھا۔ حضرت خالدؓ نے اس کی شکل دیکھ کر مجاعہ سے پوچھا "کیا یہ ہے تمہارا صاحب؟" مجاعہ نے کہا ہرگز نہیں یہ اس سے کہیں بہتر اور معزز آدمی ہے۔ یہ محکم یمامہ ہے۔" آگے چلے تو حضرت خالدؓ مقتولین کے چہروں کی شناخت کے لیے اُسے دکھاتے جاتے تھے۔ باغ میں پہنچے اور وہاں کے مقتولوں کو دیکھنا شروع کیا۔ آخر پھرتے پھراتے وہ ایک ٹھگنے قد اور چپٹی ناک والے زرد رو لاشے پر پہنچے۔ مجاعہ نے کہا "یہ مسیلمہ ہے جسے تم نے قتل کر دیا ہے۔" حضرت خالدؓ نے کہا: یہی وہ شخص ہے جس نے تمہیں گمراہ کر کے ایک عظیم فتنہ برپا کر دیا تھا۔" مجاعہ نے کہا "ہاں ثابت تو یہی ہوا ہے۔"

اگرچہ مسیلمہ اپنے ہزاروں ساتھیوں اور (مجاعہ کے علاوہ) تمام بڑے سرداروں کو ختم ہو چکا تھا لیکن خالدؓ ابھی مطمئن نہ تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمان بن ابوبکرؓ نے اُن سے کہا کہ آپ لشکر کو کوچ کا حکم دیجیے اور چل کر بنو حنیفہ کے قلعوں کا محاصرہ کر لیجیے لیکن خالدؓ نے جواب دیا فی الحال تو میں دستوں کو ان لوگوں کے تعاقب میں بھیج رہا ہوں جو قلعوں میں نہیں گئے بلکہ اردگرد کے علاقوں میں پھر رہے ہیں۔ اس کے بعد جو ہوگا سو دیکھا جائے گا چنانچہ چاروں طرف دستے روانہ کیے گئے جنھوں نے کافی قتل و غارت کے بعد بہت مال غنیمت اور عورتوں اور بچوں کو لے آئے۔ خالدؓ نے انھیں قید کرنے کا حکم دے کر بنو حنیفہ کے قلعوں کا محاصرہ کرنے کا حکم دے دیا۔

لیلیٰ اُم تمیم کو بنی حنیفہ کے ہاتھوں سے بچانے اور مسیلمہ کے بارے میں سچی باتیں بتانے پر حضرت خالدؓ کو مجاعہ پر پورا بھروسہ ہوگیا تھا۔ جب مسلمان بنی حنیفہ کے قلعوں کا محاصرہ کر چکے تو مجاعہ حضرت خالدؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ "آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ نے بنو حنیفہ پر فتح حاصل کر لی ہے یمامہ کے قلعوں میں ہمارے جنگجوؤں کی بھاری تعداد موجود ہے جو کہ سختی سے آپ کا مقابلہ کرے گی۔ اگر آپ صلح چاہتے ہیں تو مجھے شہر جانے کی اجازت دیجیے تاکہ میں انہیں صلح پر آمادہ کر سکوں۔ حضرت خالدؓ کو معلوم تھا کہ لشکر مسلسل لڑائیوں سے اب تنگ آ چکا ہے اور صلح کو جنگ پر ترجیح دے گا چنانچہ انھوں نے اُسے اجازت دے دی۔ مجاعہ نے اندر جا کر دیکھا کہ وہاں عورتوں اور بچوں کے سوا کوئی جوان نہ تھا۔ اُس نے انہیں زرہ بکتر پہنا کر فصیل پر جمع ہونے کو کہا تاکہ مسلمان سمجھیں کہ قلعوں میں کافی فوج ہے اور اس طرح وہ نرم شرائط پر صلح

کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ مسلمانوں نے جب قلعہ کی دیواروں پر زرہ بکتر پہنے ہوئے تلواریں اور نیزے ہاتھوں میں لیے ہوئے آدمیوں کو دیکھا تو مجاعہ کی باتوں کا یقین آگیا۔ اتنے میں مجاعہ بھی واپس پہنچ گیا اور کہنے لگا میری قوم آپ کی پیش کردہ شرائط پر صلح نہیں کرنا چاہتی چنانچہ اس سے کہا گیا کہ تم نصف مال و اسباب اور نصف قیدیوں کو بنی حنیفہ کے لیے چھوڑ دیں گے۔ کہا کہ انھیں سمجھاؤ۔ مجاعہ واپس گیا اور وہاں سے آکر کہنے لگا کہ وہ ان شرائط پر بھی راضی نہیں۔ آپ چوتھائی مال و اسباب لیکر رضامند ہو جائیں بالآخر شرائط پر صلح ہو گئی اور بعد ازاں جب مسلمان شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں کسی نوجوان کا نام و نشان بھی نہیں۔ انھوں نے مجاعہ سے پوچھا کہ تم نے یہ دھوکا کیوں کیا؟ اس نے کہا میری قوم تباہ ہو جاتی۔ میرا فرض تھا کہ میں اُن کی جانیں بچاؤں۔ اس لیے میں نے یہ تدبیر اختیار کی حضرت خالدؓ نے اس کا یہ عذر قبول کر لیا اور صلح نامہ برقرار رکھا۔ دریں اثنا حضرت ابوبکرؓ کا قاصد خالدؓ کے پاس حکم لے کر آیا کہ ہر اس شخص کو جو لڑائی کے قابل ہو قتل کر دیا جائے لیکن خالدؓ ان سے صلح کر چکے تھے۔ انھوں نے صلح نامہ توڑنا پسند نہ کیا اس کے بعد بنو حنیفہ بیعت کرنے اور مسیلمہ کی نبوت سے برات کا اظہار کرنے کے لیے جمع ہوئے خالدؓ کے پاس ان سب کو لایا گیا جہاں انھوں نے دوبارہ اسلام کا اعلان کیا۔ خالدؓ نے ان کا ایک وفد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں مدینہ روانہ کیا جہاں اُن کی عذر داری قبول کر لی گئی۔

جنگ یمامہ میں بنو حنیفہ کے میدان جنگ میں سات ہزار آدمی مارے گئے۔ سات ہزار باغ "حدیقۃ الموت" میں کام آئے اور باقی سات ہزار فرین کے تعاقب میں قتل ہوئے۔ سارا مال غنیمت جو سونے چاندی ہتھیاروں اور گھوڑوں پر مشتمل تھا۔ وہ مسلمانوں کی ملکیت ٹھہرا۔ بنو حنیفہ کی بستیوں میں جو باغات اور مزروعہ زمینیں تھیں اُن پر بھی مسلمانوں کا تصرف ہو گیا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کا نقصان بھی کچھ کم نہ تھا اور شہداء کی تعداد پچھلی تمام جنگوں کو مات کر گئی جو بارہ سو لکھی گئی ہے یعنی تین سو ستر مہاجرین، تین سو انصار اور باقی دیگر قبائل کے لوگ ان میں تین سو ستر صحابہ کبارؓ اور قرآن کے

باقی صفحہ ۲۶ پر

گستاخانِ رسول مارے گئے

صحیحین میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے ایک مرتبہ نبی کریمؐ کعبہ شریف کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور اس کے چند ساتھی وہاں بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپس میں گفتگو کی کوئی ہے تم میں ایسا ہے جو فلاں جگہ سے اونٹ کی اوجھڑی لاکر سجدہ کی حالت میں محمدؐ کی پیٹھ پر ڈال دے؟ یہ سن کر بدبخت عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اونٹ کی اوجھڑی لاکر آں حضورؐ کی پیٹھ پر سجدہ کی حالت میں رکھ دی اور آپس میں ہنسنے لگے۔ آپؐ سجدہ میں پڑے رہے۔ آپؐ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ نے دیکھا تو گندگی آپؐ کے کندھوں سے اتار پھینکی۔ حضورؐ نے سر سجدہ سے اٹھایا تمام قریش پر بالعموم اور خاص کر ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، ابی ابن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کی تباہی کے لئے بددعا فرمائی۔ آپؐ کی یہ دعا کارگر ثابت ہوئی اور یہ سب ہلاک ہو کر رہے اور اکثر ان میں سے بدر میں مارے گئے اور قتل ہوئے۔

رسول اللہ کے تین سو معجزات صفحہ ۱۰۹

گستاخ رسول ہمیشہ منہ بھیڑ کایا کرتا تھا

بیہقی کی روایت ہے کہ حکم بن ابی العاص نبی کریمؐ کی مجلس میں بیٹھا تھا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو اپنا منہ بنا کر اور ٹھٹھے لگا کر اور منہ کو بھیڑ کا کر منافقوں سے آنکھ کا اشارہ کرتا جس کا مطلب آں حضورؐ کے کلام کا مذاق اڑانا یا اس کو جھوٹا ثابت کرنا ہوتا تھا۔ آپؐ نے اس کی یہ حرکت دیکھ کر فرمایا کہ تو ایسا ہی ہو جا آپؐ کی بددعا کا اثر یہ ہوا کہ وہ مرتے دم تک ایسا ہی رہا کہ منہ بھیڑ کایا کرتا تھا۔ (معجزات صفحہ ۱۰۹)

گستاخ رسول کو آپ نظر آئے اور ناکام ہو کر واپس ہوئے۔

اسماء بنت ابوبکرؓ سے روایت کی ہے کہ ابولہب کی بیوی حمالۃ الحطب کو جب سورۃ تبت یدا ابی لہب کا مضمون معلوم ہوا تو ایک پتھر لے کر نبی کریمؐ کو مارنے کی غرض سے آئی آں حضورؐ اس وقت ابوبکرؓ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے جب ابولہب کی بیوی قریب پہونچی تو اس کو سوائے ابوبکرؓ کے اور کوئی نظر نہ آیا صرف ابوبکرؓ ہی اس کو نظر آئے حالانکہ وہیں آں حضورؐ بھی تشریف رکھتے تھے۔ مگر خدا نے حضورؐ کی طرف سے اسکو اندھا کر دیا ابوبکرؓ سے کہنے لگی تمہارے ساتھی کہاں ہیں میں نے سنا ہے کہ وہ میری برائی بیان کرتے ہیں خدا کی قسم اگر میں ان کو پاتی تو انکے منہ پر پتھر مارتی یہ کہہ کر ناکام واپس چلی گئی۔

معجزات صفحہ ۱۰۹

از۔ قاضی محمد ابراہیم اگروتی مانسہرہ

قادیانی جلسہ پر پابندی کا خیر مقدم

فیصل آباد۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے ربوہ میں قادیانیوں کے سالانہ جلسہ ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ دسمبر پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس جو ۱۹۸۴ء ربوہ میں بھی عمل درآمد کرایا جائے اور ربوہ میں قادیانی عبادت گاہوں گھروں دکانوں پر کلمہ طیبہ و آیات قرآنی کے بورڈ آویزاں کر کے خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں قصور وار قادیانی غیر مسلموں کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸ - سی تعزیرات پاکستان مقدمات درج کر کے گرفتار کیا جائے انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کے سالانہ جلسہ دسمبر اور ذیلی تنظیموں کے سالانہ جلسوں پر ۱۹۸۳ء سے پابندی چلی آرہی ہے اور قادیانی اپنا جلسہ سالانہ لندن میں کرتے ہیں جبکہ ڈپٹی کمشنر جھنگ نے قادیانیوں کی حمایت کرتے ہوئے ذیلی تنظیموں کے جلسوں کی نومبر میں منظوری دیدی تو جس کو بعد میں منسوخ کر دیا گیا اس دفعہ کادیانی ڈی سی جھنگ کی قادیانیت نوازی پر خوش تھے کہ جلسہ کی اجازت ہو جائے گی جس کو سخت جدوجہد کے بعد بند کرایا گیا ہے۔ اس لیے ڈی سی کو فوری تبدیل کیا جائے۔

مولانا نذیر احمد تونسوی دورہ لورالائی

گزشتہ دنوں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے مبلغ حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب لورالائی تین روزہ دورہ پر تشریف لائے مرکزی جامع مسجد لورالائی میں قرآن پاک کا درس دیا اور خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ مرزائی اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں اگر یہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ انہیں آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا اور ان کی سرگرمیوں کو اتنا محدود کر دیا کہ ان کا خلیفہ مرزا طاہر پاکستان سے فرار ہو گیا۔ مولانا نذیر احمد تونسوی کے دورہ کے دوسرے روز سہ پہر تین بجے ایک خصوصی اجلاس حاجی محمد اشرف ولد حاجی محمد شفیع کے مقام پر منعقد ہوا

اخبارِ ختمِ نبوت

جس میں شہر کے باشعور لوگوں نے کالج کے اسٹوڈنٹس اور مدرسہ دینیہ عربیہ نعمانیہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبداللہ عرف گل خان صاحب مرکزی جامع مسجد کے خطیب الحاج حضرت مولانا خلیل الرحمٰن تونسوی صاحب کونسلر میر زاہد صاحب ماسٹر غازی خان صاحب اور دیگر معززین حضرات نے بھی شرکت کی ان حضرات نے اس بات کی یقین دہانی دلوائی کہ وہ مرزائیوں اور ذکریوں کی سرکوبی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے اور قائدین کی زیر نگرانی میں ان سے لڑتے رہیں گے۔

ختم نبوۃ طلبا فورس بھکر کے انتخابات

بھکر گزشتہ دنوں ختم نبوت طلبہ فورس بھکر کے اراکین کا کالج کنٹین پر ایک اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت ختم نبوت کالج یونٹ کے ناظم اعلیٰ رانا منور احمد نے کی اجلاس میں انتخابات عمل میں لائے گئے عہدیداران کی فہرست درج ذیل ہے۔

صدر	محمد زاہد انجم	سال اوّل
نائب صدر اوّل:	محمد شوکت خان	I ایئر
نائب صدر دوم:	رانا نور محمد	II ایئر
جنرل سیکرٹری:	محمد سعید احمد	II ایئر
جائنٹ سیکرٹری:	گل محمد	I ایئر
سیکرٹری نشر و اشاعت:	نسیم احمد	I ایئر
ناظم مالیات اوّل:	ناصر احمد	سال چہارم
ناظم مالیات دوم:	محمد اشرف	III ایئر
ناظم اعلیٰ دوم کالج یونٹ:	رانا محمد افضل	II ایئر

انتخاب کے بعد عہدیداران حلف رانا منور احمد نے لیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جنرل سیکرٹری محمد سعید نے کہا کہ ”ختم نبوت طلبا فورس علاقہ بھکر میں قادیانیوں کا سدباب کرے گی۔ اور ہم ختم نبوت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور بھکر کے غیور عوام نے مرزائیوں پر ۲۹۸ ج کا مقدمہ کروا کر ثابت کر دیا ہے کہ بھکر کے عوام قادیانیوں کی دہشت گرد تنظیم سے ٹکرا جاتے ہیں“ ختم نبوت طلبہ فورس کے اراکین نے اجلاس میں عہد کیا کہ ”انشاء اللہ بھکر سے مرزائیت کا جنازہ نکال کر دم لیں گے“

قادیانی جماعت پر پابندی عائد کی جائے

شعبان ختم نبوت سرگودھا کے ضلعی سیکرٹری اطلاعات محمد اکرم عامر نے حکومت پاکستان سے دردمندانہ اپیل کی ہے کہ اگر حکومت حق اسلام سے مخلص ہے تو گستاخ رسول قادیانیوں کی جماعت انجمن احمدیہ پر مکمل طور پر پابندی عائد کی جائے انھوں نے وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف۔ وزیر اعلیٰ پنجاب غلام حیدر وائیں کو علیحدہ علیحدہ عرض داشت کے ذریعہ اپیل کی ہے کہ کیونکہ قادیانی جماعت ملک میں تخریب کاری اور ملک میں گھناؤنے کاروبار میں ملوث ہے۔ جس کا واضح ثبوت پچھلے دنوں چنیوٹ سے قادیانیوں سے بھاری جعلی کرنسی۔ اور سرگودھا کے نواحی گاؤں چک نمبر ۹۹ شمالی میں قادیانیوں کے پاس غیر ممنوعہ اسلحہ کا برآمد ہونا ہے۔ محمد اکرم عامر نے کہا ہے۔ کہ گو موجودہ آئین اور قانون کے تحت کوئی بھی قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے اور نہ ہی قرآنی آیات لکھ اور نہ ہی مساجد یا دیگر جگہوں پر اپنی تبلیغ کر سکتے ہیں مگر قانون کے باوجود قادیانیوں نے ربوہ کے اندر جو بارہ دری قائم کر رکھی ہے۔ اس کے بلاوے اسلامی حکومت کی دعویدار حکومت کا فرض ہے۔ کہ وہ ربوہ میں قادیانیوں کی تمام جگہ فی الفور بحق سرکار ضبط کرے اور وہ جگہ مسلمانوں میں تقسیم کی جائے۔ انھوں نے وزیر اعظم پاکستان سے یہ بھی اپیل کی ہے۔ ملک بھر میں جن قادیانیوں پر مقدمات درج ہیں ان کے ملک سے باہر جانے پر پابندی عائد کی جائے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ جس قادیانی پر بھی ملک میں کسی بھی جگہ مقدمہ درج ہو اس کا نام تمام ان اداروں کو ارسال کیا جائے۔ جن اداروں سے قادیانی دوسرے ملکوں میں

پاسپورٹ یا دینے کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ محمد اکرم عامر نے ضلعی انتظامیہ کی بے حسی اور مرزائی نوازی پر سخت افسوس کا اظہار کیا اور کہا ہے کہ مخلص انتظامیہ سرگودھا نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مرزائی نوازی کر رکھی ہے۔ انھوں نے افسران بالا سے اپیل کی کہ وہ مرزائی نوازی سے اجتناب برتیں اور سرگودھا کے ان قادیانیوں کو فی الفور گرفتار کریں۔ جن کے خلاف شعبان ختم نبوت کے کارکنوں نے درخواستیں دے رکھی ہیں۔ اور جو اسلام کی توہین کر رہے ہیں

مرزا قادیانی کی تمام کتب ضبط کیجائیں

خطیب ربوہ مولانا خدا بخش شجاع آبادی

ربوہ میں ایک قادیانی مرزا قادیان کی کتابیں تقسیم کرنے پر گرفتار

ربوہ خطیب جامع مسجد محمدیہ ربوہ مولانا خدا بخش شجاع آبادی نے اپنے ایک بیان میں حکومت پاکستان خصوصاً وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف سے مطالبہ کیا ہے کہ مرزا قادیانی کی تمام کتب کو ضبط کیا جائے اور قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دیکر اس پر پابندی عائد کی جائے اس لئے کہ قوم نے آپ کو اسلام کے نام پر ووٹ دیئے ہیں اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اسلام کا اہم فریضہ ہے مولانا خدا بخش نے کہا کہ ربوہ میں ایک قادیانی شکور بھائی چشمے والے مسلسل اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کی کتابیں عوام میں تقسیم کرتے ہیں آر ایم صاحب ربوہ کو میں نے تحریری درخواست اس کے خلاف پیش کی اور کتابیں بھی پیش کیں جس پر آر ایم صاحب نے پرچہ اور اس کی گرفتاری کا حکم صادر کیا مقامی پولیس نے گرفتار کرکے تفتیش شروع کر دی ہے مولانا نے کہا کہ ربوہ میں قادیانیوں کی جارحیت ختم کی جائے اور قانون کی بالادستی قائم کر کے ربا کے مسلمانوں کو تحفظ دیا جائے

جمیعتہ العلمائے اسلام کے رہنماؤں کا دفتر ختم نبوت ملتان میں استقبال،

ملتان جمیعتہ علماء اسلام پاکستان کے قائم مقام امیر گرامی مولانا قاری محمد اجمل خان پنجاب کے امیر مولانا صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری مرکزی نائب ناظم سوئم مولانا منظور احمد چنیوٹی کے اعزاز میں دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں استقبالیہ دیا گیا۔

عالمی مجلس کے رہنماؤں نے جمیعتہ علماء اسلام کے رہنماؤں کا استقبال کیا اور جمیعتہ کے متحد ہونے پر ان حضرات کو مبارک باد پیش کی۔ استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے جمیعتہ علماء اسلام کے قائم مقام امیر مولانا قاری محمد اجمل خان نے جمیعتہ کے اتحاد کو بہت بڑی کامیابی قرار دیا۔ مولانا نے فرمایا کہ جمیعتہ کے اتحاد سے کارکنوں کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ ان کو چاہیئے کہ اب وہ جمیعتہ کے پیغام کو ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلانے کے لئے اپنی صفوں میں اتحاد کو مضبوط بنائیں انحاف کے خلاف کسی بھی خبر پر توجہ نہ دیں حکومتی عناصر جمیعتہ کے اتحاد سے خائف ہو کر اسے سبوتاژ کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔ ان عناصر کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اب وہ جمیعتہ علماء اسلام کے اتحاد کے خلاف کسی سازش میں کامیاب نہ ہوں گے جمیعتہ علماء اسلام اسلامی نظام و شریعت بل کو نافذ کرنے کے لیے حکومت موقع دیگی اور اگر حکومت نے شریعت بل کو نافذ نہ کیا یا اس میں من مانی ترامیم کیں تو ہم حکومت کی ان کوششوں کی بھرپور مذمت کریں گے۔

جمیعتہ کے راہنماؤں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات پر مجلس کے رہنماؤں کو خراج تحسین پیش کیا اور اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

مرزا صاحب نہ لکھیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اپنی کوششوں میں کامیاب وکامران کرے میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف کرانا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے رسالہ میں مرزا قادیانی لعنتی کاذب اور جہنمی کے نام کے آگے لفظ "صاحب" استعمال کرتے ہیں آئندہ اس کا نام "مرزا کاذب لعنتی" سے تحریر کیا کریں لفظ "صاحب" کسی بھی قادیانی کے آگے نہ لکھا کریں بلکہ "غلام کاذبی" لکھا کریں۔ "قادیانی کاذب لعنتی" تحریر کریں اور اس کے ماننے والوں کو "قادیانی کاذبی لعنتی" تحریر کریں۔

تعلیم السلام ہائی سکول ربوہ کے قادیانی ہیڈ ماسٹر کو تبدیل کیا جائے

خطیب ربوہ مولانا خدا بخش

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا خدا بخش شجاع آبادی نے اپنے ایک اخباری بیان میں حکومت پنجاب اور خصوصاً محکمہ تعلیم کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ تعلیم السلام ہائی سکول ربوہ کے قادیانی ہیڈ ماسٹر سعید الرب کو فوری طور پر تبدیل کیا جائے انہوں نے کہا کہ ۱۹۷۴ء میں وزیر اعظم بھٹو مرحوم نے جب اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلایا تو اس وقت سے حکومت کی یہ پالیسی رہی ہے کہ ربوہ میں اہم سرکاری عہدہ پر قادیانی افسر کو تعین نہ کیا جائے لیکن اب جبکہ ملک میں اسلامی اتحاد کی حکومت ہے تو ہیڈ ماسٹر جیسے اہم عہدہ قادیانی کا آنا انتہائی تشویشناک ہے جس سے مسلم طلباء و اساتذہ میں سخت بے چینی ہے اس لیے حکومت فوری طور پر اسے تبدیل کرے۔

کاش ہمارا ہر تاجر اسلامی کردار کا یہ نمونہ پیش کرتا ،،

۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے، دلی کے چاندنی چوک میں آگ لگی۔ دوکانیں جلنا شروع ہو گئیں۔ ایک مسلمان دوکاندار جن کی چاندنی چوک میں لیس وغیرہ کی بڑی دوکان تھی لوگوں نے ان سے کہی مانگی کرکھول کر کم از کم دوکان کا سامان باہر کر دیں۔ کیونکہ آگ تیزی سے بڑھتی چلی آرہی تھی۔

"آگ میری دوکان کو نہیں چھو سکتی" انھوں نے کہا۔

"کیوں"

"اس لئے کہ میں نے اللہ سے اپنی دوکان کا بیمہ کرا لیا ہے" انہوں نے بتایا کہ میں پیسہ پیسہ کی زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ جب میں خدا کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں تو خدا بھی ضرور میری مدد کرے گا۔

چنانچہ اس آگ میں بارہ دوکانیں جل گئیں مگر مذکورہ بالا مسلمان کی دوکان بالکل محفوظ رہی حتیٰ کہ اس سے ملی

ہوئی دوکان بھی جل گئی مگر اس کی دوکان کو کوئی گزند نہیں پہنچا۔ یہ دوکان آج بھی چاندنی چوک میں قائم ہے۔ تقسیم کے بعد جو پہلے سے بھی زیادہ بڑی آگ دلی میں پھیلی تھی وہ بھی اس دوکان کا کچھ بگاڑ نہ سکی۔

"تجھے خدا نے اس دوکان کا بیمہ کر رکھا ہے"

اس مسلمان دوکاندار کے صاحبزادے ایک بار ایک عالم کے یہاں آ گئے انہوں نے بڑے احترام کے ساتھ ان کا استقبال کیا اس استقبال پر جب انہیں تعجب ہوا تو انہوں نے ایک واقعہ بتایا۔

انہوں نے کہا ایک دن ہم تمہاری دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے مولانا شبیر احمد عثمانی اور چند دیگر علماء بھی اس وقت ہمارے ساتھ تھے اتفاق سے میرے کرتے کا ایک بٹن کھل گیا تھا دوکان پر میرے سامنے ریل کا پیکٹ رکھا ہوا تھا میں نے تمہارے والد سے کہا ذرا سوئی دیدیجئے گا تو میں اپنا بٹن درست کر لوں۔ انہوں نے سوئی نکال کر دی میں نے ایک بالشت کا دھاگا توڑ کر پھر ریل کو اسی پیکٹ میں ڈال دیا۔ میں نے دیکھا کہ تمہارے والد نے اس پیکٹ کو خانے میں نہیں رکھا بلکہ اس کو اپنی دراز میں ڈال دیا میں نے پوچھا تو بتایا کہ چونکہ اس سے کچھ تاگا نکل گیا ہے اس لئے اس کو علیحدہ رکھ دیا ہے میں نے کہا مشکل سے ایک بالشت تاگا نکلا ہوگا اتنے سے کیا فرق پڑتا ہے اس پر تمہارے والد نے جواب دیا کہ ریل پہ پانچسو گز لکھا ہے مگر جب ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس میں سے ایک بالشت دھاگا کم ہو گیا ہے تو اب ہم کس طرح پانچسو گز کی ریل کہہ کر بیچ سکتے ہیں۔

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد مولوی صاحب نے کہا ہم کو دین کا سبق تمہارے والد نے دیا ایک بار لیس دوکان پر رکھے رکھے کچھ میلے ہو گئے دوکان کے ملازم نے اس کو کھول کر الٹی طرف سے دفتی پر لپیٹ دیا تاکہ میلا حصہ اندر چلا جائے اور صاف لیس باہر آ جائے دوکاندار کو معلوم ہوا تو انہوں نے فوراً اسکو کھلوایا اور کہا کہ گاہک کے سامنے مال اپنی اصلی صورت میں رہنا چاہیئے۔

اس دوکاندار کے یہاں سے باہر کے دوکاندار بھی کثرت سے مال لے جاتے تھے ایک بار جونپور کے ایک دوکاندار نے کہا کیا معاملہ ہے آپ کے یہاں کا مال دوسروں کے مقابلہ میں پیسہ دھیلا مہنگا ہی رہتا ہے مگر آپ کے یہاں جتنی بکری ہوتی ہے دوسروں کے یہاں نہیں ہوتی انہوں نے جواب دیا جب کوئی دوکاندار میرے یہاں سے مال خرید کر لے جاتا ہے تو میں دعا کرتا ہوں کہ خدایا اس کا مال جلد فروخت ہو جائے جس طرح میرا مال تو نے فروخت کرایا ہے۔

اس سے اندازہ کیجئے کہ وہ کس قسم کے جذبات کے ساتھ دوکانداری کرتے تھے۔

(بشکریہ تعمیر حیات۔ لکھنو)

ورزش

از ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

منا اور عقیل ساتھ ساتھ کھیلتے تھے۔ منا کے دانتوں میں تکلیف ہوئی تو وہ عقیل کے ساتھ کھیلنے نہیں آیا۔ اس کے ابو نے اسے ڈاکٹر کو دکھایا دوا لائے۔ اس بیچ عقیل اپنی امی کے ساتھ منا کو دیکھنے گیا تھا۔ ایک روز عقیل اکیلے ہی منا کے گھر گیا تھا تیسرے روز منا بالکل ٹھیک ہو گیا اور عقیل کے ساتھ کھیلنے آ گیا۔ اس وقت دونوں میں یوں گفتگو ہوئی۔

عقیل: منا کو دیکھ کر ”السلام علیکم منا بھائی الحمدللہ کہ اب آپ بالکل ٹھیک ہیں!“

منا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خدا کا شکر ہے کہ اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔

عقیل: کہو بھائی دانتوں والی نظم تو پڑھ کر یاد کی ہو گی جو نے تو پڑھ کر سنا دی تھی۔

منا: بالکل یاد ہو گئی میری امی نے مجھے یاد کرا دیا اور رات تو میں نے ابو کو بھی سنا دیا۔

عقیل: تو آپ کے ابو صاحب نے کیا فرمایا۔

منا: بہت ہی خوش ہوئے بڑی شاباشی دی اور فرمایا کہ ورزش کی طرف بھی دھیان دو۔

عقیل: آپ کے ابو نے تو بڑی اچھی بات کہی اور کیا ان کو معلوم نہیں کہ ہم لوگ خوب کھیلتے ہیں۔

منا: تو کیا اسی کھیل ہی کو ورزش کہتے ہیں۔

عقیل: اور نہیں تو کیا، ورزش جسمانی محنت کو کہتے ہیں۔

منا: اچھا عقیل بھائی یہ تو بتاؤ کہ ورزش سے کیا فائدہ ملتا ہے۔

عقیل: ورزش کرنے والے ہمیشہ ٹھیک ٹھاک رہتے ہیں بیمار نہیں پڑتے طاقتور ہو جاتے ہیں۔ ضرورت پڑنے پر محنت کا کام کر سکتے ہیں۔

منا: اچھا جبھی ابو صاحب روز سویرے گھومنے جاتے ہیں

عقیل: جبھی تو آپ کے ابو خوب موٹے تگڑے ہیں اور میرے ابو بھی روز ورزش کرتے ہیں وہ بھی خوب طاقت رکھتے ہیں کل چاولوں کی پوری بوری گھسیٹ کر لا دی تھی۔

منا: میرے ابو اور تمہارے ابو تو دونوں ساتھ مل کر کئی آدمیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ابو کہہ رہے تھے جو لوگ ورزش نہیں کرتے وہ آئے دن بیمار پڑا کرتے ہیں ان کے تمام پیسے دوا علاج میں خرچ ہوتے ہیں اور یہ نہیں یاد رکھتے کہ

دوا کوئی ورزش سے بہتر نہیں
یہ نسخہ ہے کم خرچ بالا نشیں

عقیل اور منا میں باتیں ہو رہی تھیں کہ عقیل کی امی آ گئیں اور انہوں نے پوچھا بیٹو! تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو

عقیل: امی ہم لوگ ورزش کی باتیں کر رہے ہیں۔

امی: بہت خوب۔ بھئی ورزش تو انسان کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔

عقیل: امی کیا عورتوں اور لڑکیوں کو بھی ورزش کرنا چاہیئے؟

امی: ہاں بیٹے عورتوں اور بچوں کو ورزش کرنا چاہیئے اور ان کے لئے بہتر جگہ ان کے مکان کی چھت ہے چھت کی منڈیر آدمی کے برابر اونچی کروا دی جائے تو اس پر ہی ورزش کر لیا کریں۔

”نرخنامہ اشتہارات“
ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کراچی
ٹائٹل ———— ۳۵۰۰
اندرون ———— ۳۰۰۰
فی صفحہ اندرون ———— ۱۶۰۰
نصف اور چوتھائی اسی مناسبت سے
دینی اداروں کو ۳۰٪ رعایت دی جاتی ہے“

امثال حضرت سلیمانؑ

- ظاہری برائی کا چھپانا، ناگفتنی بات برسرِ عام کرنے سے بہتر ہے۔
- ہو سکتا ہے کہ کوئی ملکیت ابتداء میں یک لخت حاصل ہو جائے مگر اس کا انجام نامبارک ہو۔
- راستی اور انصاف خداوند تعالیٰ کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پسند ہے۔
- جو مسکین کا نالہ سن کر اپنے کان بند کر لیتا ہے، وہ آپ بھی نالہ کرے گا اور اس کی سنی نہ جائے گی۔
- ہوشیار انسان بلا کو پیش بینی سے دیکھتا اور اپنے آپ کو بچاتا ہے مگر نادان لوگ پاس سے گزرتے اور سزا پاتے ہیں۔
- مالدار مسکین پر حکمران ہوتا ہے اور قرض دار قرض خواہ کا چاکر ہے۔
- کج رو لوگوں کی راہ میں کانٹے اور پھندے ہیں، وہ جو اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے ان سے دور رہے گا۔
- جہالت لڑکوں کے دل سے وابستہ ہے، مگر تربیت کی چھڑی اسے اس میں سے دور کر دے گی۔
- بے وقوف کے کانوں میں باتیں مت ڈال کیونکہ بجائے عمل کے وہ تیرے دانشمندانہ کلام کی تحقیر کرے گا۔
- بیٹے کی تادیب سے دستبردار نہ ہو، چھڑی کی مار سے وہ مر نہ جائے گا۔ لیکن تو جہنم سے اس کی جان بچائے گا۔

جنگ یمامہ

حافظ بھی تھے جن کا درجہ مسلمانوں میں بہت بلند تھا۔ اس سانحہ عظیم کا البتہ ایک اچھا اثر یہ ضرور ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اس خوف سے کہ کہیں آئندہ جنگوں میں بقیہ حافظوں سے ہاتھ نہ دھونے پڑیں، حضرت عمرؓ کے پیہم اصرار پر قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم دلایا جو کہ بعد میں ایک جلد کی صورت میں تیار ہو گیا۔

مسلمانوں کی بھاری تعداد کے شہید ہو جانے سے ان کے رشتہ داروں کو جو صدمہ پہنچا اس کی تلافی صرف اس چیز نے کی کہ خداوند کریم نے اتنے بڑے فتنہ ارتداد پر مسلمانوں کو مکمل فتح بخشی۔ ویسے تو مکہ اور مدینہ اور قبائل عرب کے سیکڑوں گھرانے بہادروں اور سپوتوں پر غم کے آنسو بہا رہے تھے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ کو تو خصوصیت سے اپنے بڑے بھائی زیدؓ کی شہادت سے بہت دکھ ہوا تھا۔ اُن کے رنج و الم کا یہ عالم تھا کہ جب ان کے بیٹے عبداللہؓ اس جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دے کر واپس مدینے آئے تو ان سے کہا "جب تمہارے چچا زیدؓ شہید ہو گئے تھے تو تم کیوں زندہ سلامت چلے آئے۔ تم نے اپنا منہ مجھ سے کیوں نہ چھپا لیا۔" عبداللہ نے صرف یہ جواب دیا: "انہوں نے حصول شہادت کی تمنا کی تو انہیں مل گئی۔ میں نے بھی اسی غرض کے لیے پوری کوشش کی لیکن افسوس میں اسے حاصل نہ کر سکا۔" تاہم وہ اپنے بھائی کی شہادت پر فرطِ غم سے نڈھال ہو گئے۔ لیکن اتنے شدید غم میں بھی زبان سے صرف یہ الفاظ نکلے۔ "زیدؓ دو نیکیوں میں مجھ سے بڑھ گئے۔ ایک قبول اسلام میں اور دوسرے جام شہادت پینے میں۔" تاہم یہ صدمہ اتنا شدید تھا کہ کسی صورت بھلائے نہ بھولتا۔ ابن اثیرؒ کا بیان ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے: "بادِ صبا چلتی ہے تو مجھے اس سے زیدؓ کی خوشبو آتی ہے اور ان کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔" امام حاکم نے اپنی مستدرک میں لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کو جب کبھی مصیبت پیش آتی تو فرماتے: "سب سے بڑی مصیبت زیدؓ کی جدائی تھی۔ اس کو برداشت کیا اور صبر کیا۔ اب اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہو سکتی ہے۔"

جنگ یمامہ فتنہ ارتداد پر ایک کاری ضرب ثابت ہوئی جس نے بچے کھچے مرتدین کے حوصلے پست کر دیئے۔ اس کے بعد چند ایک لڑائیاں لڑی گئیں جن میں مرتدین نے ہر جگہ شکست کھائی حتیٰ کہ پھر تمام عرب حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا اور پھر عراق و شام میں فتوحات کے دروازے کھل گئے۔

نوٹ: اس مضمون کے ماخذ مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ مؤلفہ محمد حسین ہیکل
۲۔ حضرت خالد بن ولید مؤلفہ جنرل محمد اکبر خان
۳۔ سیف اللہ (حضرت خالد بن ولید) مؤلفہ جنرل اے آئی اکرم
۴۔ تاریخ طبری جلد ۲ مؤلفہ ابو جعفر بن جریر طبری
۵۔ فتوح البلدان مؤلفہ احمد بن جابر المشہور بالبلاذری
۶۔ رحمت دارین کے سو شیدائی مؤلفہ طالب ہاشمی

ابدی امت

ہو نہ روشن اس خدا اندیش کی تاریک رات
تم اسے بیگانہ رکھو عالم کردار سے
تا بساط زندگی پر اس کے سب مہرے ہوں مات
خیر اسی میں ہے قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اوروں کی خاطر یہ جہان بے ثبات
ہے وہی شعر و تصوف اس کے حق میں خوب تر
جو چھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات
ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات

اُمت کی مسلسل ذمہ داری و نگرانی

اس نقطۂ نظر سے یہ بات لازمی ہو جاتی ہے کہ انسانی قدروں میں تاثیری عمل جاری ہے اور وقتاً فوقتاً اس کا از سر نو جائزہ لیا جاتا رہے اور تخریبی اور شر پسند عناصر اور فاسد و مہلک رجحانات سے برابر اس کی حفاظت کی جاتی رہے۔

اس کے خاص طور پر دو سبب ہیں، ایک تو یہ کہ اقوام عالم صلاح و فساد کے نئے اور مفسد عناصر کے تابع اور ان سے متاثر ہوتی رہتی ہیں۔ اور زندگی ہر دم رواں دواں ہے اور اس کا کارواں کہیں اور کبھی ٹھہرتا نہیں اس لیے تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اس کی سمت و رفتار کو دیکھتے رہنا اور اس کی نئی ضرورتوں کو پورا کرنا ناگزیر ہوتا ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ اس عہد اخیر میں تخریبی و مفسد تحریکوں اور فلسفوں کے زیر اثر ملت اسلامیہ عالمی قیادت کے میدان سے الگ ہو کر گویا اپنے خول میں بند ہو کر رہ گئی ہے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ اُمت اسلامیہ ہی آخری آسمانی پیغام کی حامل ایک ابدی اُمت اور انسانیت کی مرکز امید ہے۔ اس لیے اسے اپنے پیغام کو سینے سے لگائے رہنا چاہیے اور

۔ قافلۂ انسانیت کی قیادت اور دنیا کی نگرانی اور عقائد و اخلاق اور انفرادی و بین الاقوامی تعلقات پر نظر رکھنی چاہیے اس لیے کہ قومیں صرف تاریخ کے سہارے یا اپنی عظمتِ رفتہ اور گزشتہ کامرانیوں کی بدولت نہیں بلکہ جہدِ مسلسل، دائمی سرگرمی مستقل ذمہ داری، ہمہ دم قربانی کے لیے آمادگی، جدت و ندرت اور اپنی تازہ دم اور تازہ کار قوت افادیت و صلاحیت کے بل پر زندہ و تابندہ رہتی ہیں، وہ جب اپنے منصب و مقام کو چھوڑ کر گوشۂ عافیت میں چلی جاتی ہیں تو تاریخ کے دفتر پارینہ کا حصہ بن جاتی ہیں اور زمانہ انہیں طاق نسیاں پر رکھ دیتا ہے اس لیے اُمتِ محمدیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ از سر نو اپنے ذوق، تہذیبی اور عقائد و کردار کے ساتھ سرگرم سفر ہو۔

انفاق والعفو

تباہ ہو نگوں ساز ہو اس کے کاشانہ چھپے تو نکالنے والا نہ ملے (مسلم۔ احمد۔ ترمذی)

اب خود سوچیں کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بد دعا دیں اس کا کہاں ٹھکانہ، مال مطلقاً مذموم نہیں اور مذموم کیسے ہو سکتا ہے جب کہ دنیا و آخرت کی کھیتی ہے۔ لیکن بخل اور ضرورت سے زیادہ مال و متاع ہلاکت کا سامان ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کی دی ہوئی نعمت میں بخل کرتے ہیں وہ اس کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ ان کے لیے نہایت بُرا ہے کیونکہ جس مال میں وہ بخل کریں گے۔ اس کا طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈالا جائے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو بخل سے بچاؤ کہ اس نے پہلی اُمتوں کو ہلاک کر دیا ہے۔

مسلمان کی شایانِ شان نہیں کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے میں بخل کرے اور جہنم میں جائے اور بخل چونکہ مال کی محبت ہے اور مال کی محبت قلب کو دنیا کی طرف متوجہ کر دیتی ہے۔ بخل کا مطلب انفاق مطلق اور انفاق بالعفو کے حکم الٰہی پر عمل نہ کرنا اور دولت کو جمع کرنا ہے لہٰذا اکتناز و احتکار۔ قمار بازی سودکاری وغیرہ کی تمام شکلیں بخل میں شامل ہیں۔ اور اس سے فرعونی قارونی معاشرہ پیدا ہوتا ہے۔

فرعونی قارونی معاشرے کی پہچان یہ ہے کہ اس میں دولت کی تقسیم عدل و احسان کے اصول پر نہیں کی جاتی۔ لہٰذا اس کی گردش کا دائرہ سمٹ کر قریب قریب فرعونی ہامانی اور قارونی طبقوں میں محدود ہو کر رہ جاتا ہے اور معاشرے کے باقی حصوں میں دولت کا بہاؤ انتہائی کم اور اس کی رفتار بے حد سست اور غیر متوازن ہوتی ہے۔

فرعونی ہامانی اور قارونی معاشرے کی دوسری پہچان یہ ہے کہ اس میں طبقاتی کشمکش پائی جاتی ہے اور اس کا نتیجہ بے کاری احتیاج افلاس رہبانیت ضمیر فروشی قوم فروشی۔ فحاشی تجارتی کردار کی گراوٹ کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس کی تیسری پہچان یہ ہے کہ اس کی معیشت کا انحصار سود خواری۔ استحصال۔ احتکار و اکتناز اور اجارہ داری پر ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال و دولت کی اندھی و بہری محبت کو ختم کر دیا اور بتایا کہ جلیل مقاصد کے لیے اسے خرچ کرنا خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔

آپ کے مسائل

ہے اور اگر ضروری ہے تو پھر اس کا تفصیلی طریقۂ کار اگر آپ ہماری مشکلات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بتا دیں

ج:۔ تجدید نکاح ضروری ہے آپ کے شوہر یہاں کراچی ہی کسی کو ٹیلی فون پر اپنا وکیل بنا دیں (مثلاً آپ کے بھائی کو) اور وہ وکیل دو آدمیوں کی موجودگی میں (خواہ یہ دو آدمی بھی گھر ہی کے ہوں۔ لیکن وکیل کے علاوہ) یہ الفاظ آپ سے کہے کہ فلاں آدمی نے (آپ کے شوہر کا نام لے) مجھے وکیل بنایا ہے کہ اتنے مہر میں (مہر کا تعین کر لیا جائے) تمہارا نکاح اس سے کر دوں، کیا تم اس کے نکاح کو قبول کرتی ہو؟ آپ جواب میں کہیں کہ میں نے قبول کیا۔ بس نکاح ہو جائیگا۔

جہاد فی سبیل اللہ

نے رحم کی جتنی قدر افزائی کی ہے اور جس تفصیل سے اس کی تعلیم دی ہے شاید کوئی دوسرا اس کا ہمسر ہو۔ اللہ تعالیٰ کے خاص ناموں میں سے اللہ کے بعد جو نام سب سے زیادہ اہم اور عام ہے وہ "رحمان" ہے یعنی بڑا رحم والا، اسی کے ساتھ دوسرا نام رحیم آتا ہے یعنی رحم سے بھرا ہوا، اور ہر مسلمان کو حکم ہے کہ جب وہ کوئی اچھا کام شروع کرے تو پہلے رحمان رحیم خدا کا نام لے اور قرآن مجید کی ہر سورت کی ابتداء "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا رحیم اور نہایت رحم کرنے والا ہے، مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ دعاؤں میں کہیں انت خیر الراحمین، اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں رحیم کہا گیا ہے بلکہ جو آپ کی محبت میں اچھے بیٹھے ان میں بھی یہ وصف پوری طرح پیدا ہو گیا۔ وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ رافۃ و رحمۃ۔ (اور جو آپ کے پیرو ہوتے ان کے دلوں میں ہم نے نرمی اور رحم ڈال دیا)۔

رحم کا دائرہ انسانوں تک محدود نہیں بلکہ جانوروں کے ساتھ بھی رحم کی تعلیم دی گئی ہے اسی لئے جانوروں کے آپس میں لڑانے کے تفریحی مشغلہ کو ناجائز قرار دیا گیا (ابوداؤد) اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کو بیان کرنے کے لئے ایک شخص کو جو طلب کرتے ہوئے جو اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لایا اور اس کو لپٹا رہا تھا فرمایا کیا تم اس پر بھی رحم کرتے ہو اس نے کہا ہاں ارشاد ہوا اللہ تم پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جس قدر تم اس بچہ پر رحم کرتے ہو اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (الادب المفرد)

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔

دین بھلائی ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کو اتنی اہمیت دی ہے کہ بعض اوقات صحابہؓ سے اس کے لئے آپ نے خصوصی عہد و پیمان لیا ہے۔ حضرت جریرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں۔ بایعتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی النصح لکل مسلم (میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کیلئے بیعت کی ہے) اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ صلاحِ امت اور مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی کا فرض کس قدر غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

ہوشیار ہوشیار

قادیانیوں نے خواتین میں اپنا ارتداد کی زہر پھیلانے کے لیئے ایک ماہنامہ "مسرت ڈائجسٹ" کے نام سے گذشتہ پانچ سالوں سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کا نوٹس لیا ہے اور وقتاً فوقتاً حکومت سے بھی مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ اس پر پابندی لگائی جائے لیکن ابھی تک حکومت اس سلسلے میں خاموش ہے۔

یہ ڈائجسٹ نہ صرف فحاشی پھیلا رہا ہے بلکہ ڈائجسٹ کی آڑ میں قادیانیت کی تبلیغ کر رہا ہے۔

لہٰذا ہم پاکستان کے تمام مسلمانوں سے گزارش کرتے ہیں کہ اس ڈائجسٹ کو ہرگز نہ خریدیں اور کارکنان ختم نبوت اپنے اپنے علاقوں میں اس پر نظر رکھیں اور لوگوں کو آگاہ کریں۔

منجانب
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

غیرتِ ایمانی کا تقاضا

قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ

قادیانی، اسلام اور ملک کے دشمن ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کا رشتہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ کر مسیلمہ پنجاب مرزا غلام قادیانی سے جوڑ دیا جائے۔ ہر قادیانی چاہے وہ ملازم ہو، دوکاندار ہو، تاجر ہو یا کسی بھی پیشے سے متعلق ہو وہ سب سے پہلے اپنی جماعت کا وفادار ہوتا ہے بعد میں کسی اور کا۔

یاد رکھیئے!

ہر قادیانی اپنی آمد کا دس فیصد اپنے مرکز میں جمع کراتا ہے اور اسی رقم کو قادیانی مسلمانوں کو مرتد بنانے میں استعمال کرتے ہیں۔ اگر آپ قادیانیوں کے ساتھ کاروبار کر رہے ہیں اور لین دین کر رہے ہیں تو گویا مسلمانوں کو مرتد بنانے میں آپ بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں۔

لہٰذا

غیرتِ ایمانی کا تقاضا ہے کہ تمام مسلمان، قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کریں۔ اپنے اپنے علاقہ میں مسلمانوں کو قادیانیوں کی دوکانوں اور ان کے کاروباری اداروں سے آگاہ کریں اور مسلمانوں کو قادیانیت کی حقیقت سے آگاہ کریں اور انہیں قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

آپ بھی اپنے علاقے سے قادیانی دکانداروں، اداروں اور فیکٹریوں وغیرہ کے پتے ہمیں ارسال کریں۔
لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ ان کا قادیانی ہونا مصدقہ ہونا چاہیئے۔

15551